جلد ۱۷ | ۲۳ ہجرت ۱۳۴۷ ہش | ۲۴ صفر ۱۳۸۸ھ | ۲۳ مئی ۱۹۶۸ء | شمارہ ۲۱

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۱ مئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اطلاع مظہر ہے کہ

حضور انور کو دردِ نقرس کی تکلیف ہے۔ اگرچہ پہلے سے افاقہ ہے تاہم کامل و عاجل شفایابی کے لئے احباب جماعت دعا فرماتے رہیں اللہ تعالےٰ اپنا فضل شاملِ حال رکھے۔ آمین۔

• — حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طرف سے اخبار الفضل میں درخواست دعا شائع ہوئی ہے کہ احباب میرے لئے دعا کریں کچھ عرصہ سے بیمار ہوں۔ چند دنوں سے ٹانگ میں شدید درد ہے جس کی وجہ سے مجھے چلنا پھرنا بھی مشکل ہے اللہ تعالےٰ سیدہ ممدوحہ کو اپنے فضل سے صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔

• — اسی طرح محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے متعلق بھی اخبار الفضل کے ذریعہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ آپ کو روزانہ بخار ہو جاتا ہے اور کھانسی کی تکلیف بھی چل رہی ہے۔ احباب صاحبزادہ صاحب (باقی صلا پر)

نظامِ خلافت کی اہمیت ازروئے قرآن مجید

مکرم و محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل ربوہ

قرآن پاک نے وسیع اور واضح نظامِ خلافت کی بنیاد رکھی ہے۔ اللہ تعالےٰ مالک الملک ہے وہ لطیف اور وراء الوراء ہستی ہے، وہ انسانوں میں سے بعض افراد کو منتخب فرماتا ہے اور اُن کو اپنی ردائے خلافت سے امتیاز بخشتا ہے۔ یہ خلافت مطلقہ اگر براہِ راست قائم ہو یعنی اللہ تعالےٰ اپنے امر سے کسی برگزیدہ وجود کو مامور کرے تو ایسے شخص کو امتیاز کے لئے نبی اور رسول کہتے ہیں۔ وہ اللہ تعالےٰ سے غیب کی خبریں پاتا ہے اور بندوں تک خدا کا پیغام پہنچاتا ہے خلافتِ مطلقہ سے سرفراز ہونے والے وہ افراد جنہیں آسمانی قانون کے مطابق نبی یا اس کے جانشین کی دعاؤں کے بعد الٰہی جماعت کے ارکان منتخب کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ انہیں مقرر کرتا ہے۔ انہیں امتیاز کے لئے خلفاء کہا جاتا ہے۔ اس امتیاز کو علماءِ سلف نے خلیفۃ اللہ اور خلیفۃ الرسول کے مختصر لفظوں میں بھی ذکر فرمایا ہے۔

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں کے لئے نظامِ خلافت (ہر دو نوع) ازبس لازمی ہے۔ اللہ تعالےٰ کے قرب اور تعلق کے لئے، اس کے فیوض و برکات کے حصول کے لئے آسمانی علوم و معارف سے استفادہ کے لئے خلافت سے وابستگی لازمی ہے۔ جو لوگ اس نظام سے روگردانی کرتے ہیں وہ کفر و فسق کے مرتکب قرار پاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں نظامِ خلافت کی اہمیت کو مختلف پیرایوں میں واضح فرمایا ہے۔ میں اس وقت صرف دو موقعوں کا تذکرہ کرتا ہوں۔ سورۃ البقرہ رکوع ۴ میں اللہ تعالےٰ نے تخلیقِ آدمؑ کا ذکر فرمایا ہے۔ قرآن مجید کی ترتیبِ اشاعت میں ام القرآن (سورۃ فاتحہ) کے بعد سب سے پہلی سورۃ سورۃ بقرہ ہے۔ اور اس سورۃ میں سب سے پہلے جس اجتماعی نظام کا تذکرہ ہوا ہے وہ نظامِ خلافت ہی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

کہ اس موقعہ کو یاد کرو جب اللہ تعالےٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں خلیفہ مقرر کرنے والا ہوں۔ فرشتوں نے استفسار اً عرض کیا کہ کیا آپ زمین میں ایسی مخلوق پیدا کریں گے جو اس میں فساد پیدا کرے گی اور خون بہائے گی۔ حالانکہ ہم آپ کی تسبیح، تحمید اور تقدیس کرنے والے موجود ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ میں وہ امور بھی جانتا ہوں جو آپ نہیں جانتے۔"

اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے کہ خلیفہ کا وجود کتنا اہم اور کتنا ضروری ہے؟ ملائکہ بجا طور پر تسبیح و تحمید اور تقدیس کر رہے ہیں لیکن اس کے باوجود نظامِ خلافت کا قیام ضروری ہے۔ فرشتوں کے سوال سے مترشح ہوتا ہے کہ انسانوں میں بعض وجود فساد کرنے والے اور خون بہانے والے بھی ہوں گے۔ اللہ تعالےٰ نے جواب میں یہ نہیں فرمایا کہ وہ فساد نہیں کریں گے یا خونریزی نہیں کریں گے بلکہ ضمناً تسلیم کر لیا گیا ہے کہ ہاں بعض انسان خونریزی اور فساد کے مرتکب ہوں گے لیکن اس امکانی خرابی کے باوجود نظامِ خلافت کا قیام ازبس لازمی ہے اور انسانوں میں خلیفہ کا تقرر ضروری ہے۔ اللہ تعالےٰ کے وہ مقاصدِ عظیمہ جو نظامِ خلافت کی غلتِ غائی ہیں وہ پہلے فرشتوں کے لئے بھی غیر معلوم تھے۔

اگلی آیات میں مذکور ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آدمؑ کو اسماء و صفات کا پورا علم دیا اور اُسے اپنا مظہر بنایا۔ یہ بات فرشتوں کی پہنچ اور ان کے ادراک سے بالا تھی۔ انہوں نے اپنی کوتاہ علمی و عملی کا اعتراف کیا اور ان پر ضرورتِ خلافت پوری طرح عیاں ہو گئی۔ اللہ تعالےٰ نے سب کو نظامِ خلافت کی تائید و اطاعت کا ارشاد فرمایا۔ کل فرشتے بلاچون و چرا اس کام میں منہمک ہو گئے۔ البتہ ابلیس اور اس کی ذریت نے انحراف کی راہ اختیار کی، بلکہ نظامِ خلافت کی مزاحمت کرنے اور اس کے راستے میں رکاوٹیں ڈالنے کا وطیرہ اختیار کر لیا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ کہ ابلیس نے سرتابی کی تکبر کی راہ اختیار کی وہ راندۂ درگاہ کافروں میں شامل ہو گیا۔

ان ساری آیات پر تدبر کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ نظامِ خلافت وہ آسمانی نظام ہے جس کے بغیر انسانوں کی تخلیق عبث اور رائیگاں ثابت ہوتی ہے۔ لوگ اپنی جگہ پر اپنے خیال میں کیسی بھی خوبیوں کے مالک ہوں۔ کتنی ہی تسبیح و تحمید کرنے والے ہوں اُن کے لئے ضروری ہے کہ نظامِ خلافت میں منسلک ہوں، اپنی گردنوں پر خلافت کی اطاعت کا جوا رکھیں۔ کسی قسم کے ابا و استکبار کو اختیار نہ کریں۔

قرآن مجید میں مذکورہ بالا موقعہ انسانیت کے آغاز سے متعلق ہے۔ دوسرا موقعہ جس کا میں اس جگہ ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ دینِ اسلام کے ظہور کا موقعہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اسلام کے کامل دین ہونے کا اعلان فرما دیا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل شارع رسول ہونے اور سید الانبیاء ہونے کا اعلان فرمادیا۔ آیت اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ میں قرآن پاک کی حفاظت کا اعلان بھی کر دیا۔ گویا ساتھ ہی فرمایا کہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (نور ع۵)

کہ میں تم میں سے مومنوں اور اعمالِ صالحہ بجا لانے والوں سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں انہیں اسی طرح نظامِ خلافت عطا کروں گا جس طرح پہلے صالح لوگوں کو یہ نظام عطا کیا تھا، ان کے لئے اُن کے دین کو تمکنت بخشوں گا اور اُن کے خوف کو امن میں بدل دوں گا۔ (باقی صفحہ ۱۱ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان۔ مورخہ ۲۳رمئی ۱۹۶۸ء

بابرکات نظامِ خلافت اور اس کا اجراء

نیز کہلانے والے ایک ہفت روزہ میں شائع شدہ ایک مضمون کی چند سطور ملاحظہ ہوں لکھا ہے:۔

"ہم مسلمانوں کی سب سے بڑی بدبختی محرومی اور مصیبت یہ ہے کہ ہم نے اپنا نظریۂ حیات، اپنا نظامِ اسلام کا بخت بخواجل و مباش، ایمان و تقویٰ والی زندگی، اطاعتِ الٰہی کا مخلصانہ جذبہ، اپنی مرکزیت و اجتماعیت ایثار و قربانی کی روح اور اقوامِ عالم میں اپنی امتیازی شان کھو دی، نتیجہ یہ کہ عالمِ اسلام پر چاروں طرف سے شرک و بدعت، کفر و نفاق، فسق و معصیت اور نفس و شیطان کے حملے شروع ہو گئے۔ ...

...... ساری مصیبتیں، فتنے، بلائیں اور تباہیاں ہم ہی پر کیوں آتی ہیں۔ دُنیا میں اور قومیں بھی تو آباد ہیں اُن پر یہ بجلیاں کیوں نہیں گرتیں۔"

اس سوال کا خود ہی جواب دیتے ہوئے لکھا ہے:۔

"کہیں ایسا تو نہیں کہ خلافتِ راشدہ کی جگہ ملوکیت و لائیت کو لانے، اپنی مرکزیت و اجتماعیت کو توڑنے اور اسلام کی راہِ راست سے ہٹنے کی سزا مل رہی ہو۔"

(المنبر لائلپور ۹/۶۸)

یہ بات کچھ اسی ہفت روزہ سے مخصوص نہیں بلکہ ہر اسلام پسند مفکر اور مضمون نگار جب بھی صحیح نقطۂ نظر سے اس مسئلہ پر غور و فکر کرے گا وہ ملتِ اسلامیہ کی موجودہ حالت پر اظہارِ تأسف کرتا دکھائی دے گا۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ خلافتِ راشدہ کے مبارک زمانہ کے بعد اگرچہ اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا مگر نہ اس زمانہ کا سا ماحول پیدا ہو سکا اور نہ مسلمانوں کی اپنی روحانی کیفیت ہی باقی رہی ہے ...!! بلکہ جوں جوں زمانہ آگے بڑھتا گیا خلافت کی جگہ ملوکیت نے لے لی اور اسلام کے نام پر وہ کچھ ہوا جس کا کسی قدر خاکہ اوپر کی عبارت میں کھینچا گیا ہے۔ مگر یہ سب کچھ ہونا ضروری تھا۔ کیونکہ تقدیر کے نوشتوں کا پورا ہونا مخبرِ صادق کی زبانی بیان ہو چکا تھا باایں ہمہ اسلام کا مستقبل بڑا ہی تابناک اور روشن ہے۔ اس کی نشأۃِ ثانیہ اور آخری زمانہ میں اس کے روحانی غلبہ اور پھر سے سربلندی اُسی طرح حتمی اور یقینی ہے جس طرح مخبرِ صادق کی کہی ہوئی باتیں ملتِ اسلامیہ کے بگاڑ کے بارہ میں ایک ایک کر کے پوری ہوئی ہیں۔

مشکوٰۃ شریف میں صفحہ ۴۶۱ پر ایک لمبی حدیث درج ہے۔ جس کے آخری الفاظ اس بات کی کافی پختہ ضمانت ہیں کہ اسلام پر ایک دفعہ پھر اُبھرنے اور سربلند ہونے کا وقت آنے والا ہے۔ اور وہ ہے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے قیام کے ساتھ۔

یہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کیا ہے؟ درحقیقت یہ سورت جمعہ کی آیت نمبر ۳ و ۴ میں ہے واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم کی تفصیل ہے۔ ان آیات میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتوں کا ذکر ہے بتایا گیا ہے کہ پہلی بعثت کے بعد ایک اور موقعہ پر حضور کی دوسری بعثت ہونے والی ہے۔ اور دوسری بعثت اُس وقت ظہور پذیر ہو گی۔ جبکہ بخاری شریف کی روایت کے مطابق مسلمانوں کی اپنی حالت ایمانی نہایت درجہ ناگفتہ بہ ہو چکی ہو گی۔ اور یہ وہی زمانہ ہے جس میں اس وقت ہم گزر رہے ہیں۔

اُمتِ مسلمہ پر خدا تعالےٰ کا بڑا احسان ہے کہ عین وقت پر اُس کی رحمت جوش میں آئی اور وعدہ کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک امتی آپ ہی کی روحانی فیض رسانی سے امتی نبی کے منصب عالی پر فائز ہوا اور اس زمانہ کی ضرورت کے مطابق تجدید و احیاءِ دین کا کام اس کے سپرد ہوا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہرِ تام اور بروز بن کر روحانی فرزند بنا کر بھیجا گیا۔ چونکہ یہ اہم کام کسی ایک شخص کی عمر میں بتمامہ پورا ہونا ممکن نہیں تھا اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے عین مطابق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ کے خلفاء کے ذریعہ جاری و ساری رہ کر بالآخر پایۂ تکمیل کو پہنچنے والا ہے۔

ہمارا ایمان اور پختہ یقین ہے کہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام اُن تمام پیشگوئیوں کے مصداق ہیں جو سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں مسیح موعود و مہدی معہود کے بارہ میں بیان فرمائیں اور اس امر پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد جب تک خدا تعالےٰ کو منظور ہے آپ ہی کے حقیقی جانشینوں اور خلفاء کے ذریعہ سے اسلام کو روحانی غلبہ اور سربلندی حاصل ہو گی۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات ۲۶رمئی ۱۹۰۸ء کو ہوئی۔ اگلے روز جماعت احمدیہ نے متفقہ طور پر سیدنا حضرت حاجی الحرمین مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر خلیفۃ المسیح کی حیثیت سے بیعت کی۔ اُس وقت کسی نے بھی اختلاف نہ کیا اور نہ کسی دوسری رائے کا اظہار کیا۔ گویا یہ وہ فیصلہ تھا جس پر احمدیہ جماعت نے بلا استثنار اتفاق کا اظہار کیا۔ جماعت کا یہ متفقہ فیصلہ درحقیقت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اُن وصایا کے عین مطابق تھا۔ جو حضور نے اپنی وفات سے اڑھائی سال قبل اپنے رسالہ الوصیت میں اپنی جماعت کے لئے مشعلِ راہ کے طور پر بیان فرمائی تھیں اور حضور کی وفات کے وقت جبکہ جماعت کے دل ایک بھاری صدمہ سے ایک خاص کیفیت کے حامل تھے۔ اور خلوص و محبت کے پاکیزہ جذبات کے تحت ہر شخص اس بات کو تہ دل سے پسند کرتا تھا کہ اس محبوب وجود کے گذر جانے پر اس کی ایک ایک نصیحت اور وصیت پر عمل کیا جائے۔

عجیب بات ہے کہ رسالہ الوصیت میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ

"میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کے مظہر ہوں گے۔"

گویا جس طرح حضور کی اپنی بعثت خدا تعالےٰ کی خاص تقدیر کے ماتحت ہوئی اسی طرح آپ کی وفات کے بعد بھی خدا تعالےٰ کی قدرتِ خلافت کے رنگ میں ظاہر ہونے والی ہے۔ جب کہ اس سے چند سطور قبل حضور نے اس بات کو واضح کیا ہے کہ ہمیشہ سے خدا تعالےٰ دو قدرتیں ظاہر کیا کرتا ہے۔ اوّل نبیوں کے ہاتھ سے قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے نبی کی وفات کے بعد دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے جیسے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وقت ہوا۔ اس کے بعد فرمایا:۔

"اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی (یعنی حضور کی اپنی وفات کی خبر ناقل) غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔"

حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد قدرتِ ثانیہ کے مصداق ہونے کے لحاظ سے حضور کے خلفاء کا بطور جانشین ہونا ان ارشادات سے بالکل ظاہر و باہر ہے۔ مگر بعض لوگ بعد خوارج کا سا انداز فکر رکھتے ہیں۔ محض وسوسہ اندازی کے طور پر یہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ کی جانشین انجمن ہے نہ کہ خلافت۔ اور اس سلسلہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تحریر کو پیش کر کے اس میں اپنے ہی مطلب کے معنے بھرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ جو تحریر بھی ہو گی وہ رسالہ الوصیت کے مذکورہ بالا واضح ارشادات کی روشنی میں ہی قابلِ غور ہو گی۔ اس سے زیادہ اس کی کوئی علیحدہ حیثیت نہیں ہے۔ ماسوا اس کے ان لوگوں کا اس تحریر کو بطورِ حجت پیش کرنا خود ان کی اپنی ایمانی حالت کی کمزوری کو ظاہر کرتا ہے۔ کہ سیدنا حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے انتخاب کے وقت یا حضور رضی اللہ عنہ کے چھ سالہ زمانہ خلافت میں کسی کو ایسی تحریر پیش کرنے اور کھلے عام خلافت کے مقابل پر کسی انجمن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جانشین کے طور پر پیش کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ مگر ایک مدت گذر جانے کے بعد ایسی باتیں سوجھنے لگیں جو بغاوت کے مترادف ہیں۔ پھر ان لوگوں کی

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

معارف القرآن

اگر جماعت احمدیہ ایمان بالخلافت پر قائم رہی اور اُسکے قیام کیلئے صحیح جدوجہد کرتی رہی تو

خدا تعالےٰ کے فضل سے قیامت تک یہ سلسلۂ خلافت قائم رہے گا

آیتِ استخلاف پر بعض اعتراضات کے مدلّل جواب

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

تفسیر کبیر میں آیتِ استخلاف کی پُرلطف تفسیر بیان فرمانے کے بعد سیّدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے بعض اہم اعتراضات کے مکمل و مدلل جواب بھی رقم فرمائے ہیں جو بجائے خود بڑے ہی ایمان افروز بیان پر مشتمل ہیں۔ افادۂ احباب کی خاطر تفسیر کبیر کا یہ حصہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:- ادارہ

آیتِ استخلاف کی مدلّل اور مفصل تفسیر فرمانے کے بعد حضور فرماتے ہیں:-

اب میں ان اعتراضات کو لیتا ہوں جو عام طور پر اس آیت پر کئے جاتے ہیں

پہلا اعتراض

اس آیت پر یہ کیا جاتا ہے کہ اس آیت میں اُمّتِ مسلمہ سے وعدہ ہے نہ کہ بعض افراد سے۔ اور امت کو خلیفہ بنانے کا وعدہ ہے نہ کہ بعض افراد کو۔ پس اس سے مراد مسلمانوں کو غلبہ اور حکومت کا میسّر آجانا ہے نہ کہ بعض افراد کا خلافت پر متمکن ہوجانا۔

اس اعتراض کا جواب

یہ ہے بے شک یہ وعدہ قوم سے ہے مگر قوم سے کسی وعدہ کے کئے جانے کے یہ معنے نہیں ہوتے کہ افراد کے ذریعہ وہ وعدہ پورا نہ ہو۔ بعض وعدے قوم سے ہوتے ہیں لیکن افراد کے ذریعے پورے کئے جاتے ہیں۔ اور کہا یہی جاتا ہے کہ قوم سے جو وعدہ کیا گیا تھا وہ پورا ہوگیا۔ اس کی مثالیں دنیا کی ہر زبان میں ملتی ہیں۔ مثلاً ہماری زبان میں ہی کہا جاتا ہے کہ انگریز بادشاہ ہیں۔ اب کیا اس کے یہ معنے ہیں کہ ہر انگریز بادشاہ ہے۔ ہر انگریز تو نہ بادشاہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ مگر کہا یہی جاتا ہے کہ انگریز بادشاہ ہیں۔ اسی طرح کہا جاتا ہے کہ فلاں قوم حاکم ہے حالانکہ ساری قوم کہاں حاکم ہوتی ہے۔ چند افراد کے سپرد حکومت کا نظم و نسق ہوتا ہے اور باقی سب اس کے تابع ہوتے ہیں۔ اسی طرح کہا جاتا ہے کہ فلاں قوم بڑی دولت مند ہے مگر اس کے یہ معنے تو نہیں ہوتے کہ اس قوم کا ہر فرد دولتمند ہے۔ انگریزوں کے متعلق عام طور پر کہا جاتا ہے کہ وہ بڑے دولتمند ہیں۔ حالانکہ ان میں بڑے بڑے غریب بھی ہوتے ہیں۔ ہمارے بڑے بھائی مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم نے ایک دفعہ سنایا کہ جب وہ لنڈن میں تھے تو ایک دن جس مکان میں وہ رہتے تھے اس کا کوڑا کرکٹ اٹھا کر خادمہ نے جب باہر پھینکا تو ایک انگریز لڑکا جھپٹ کر آیا اور اس نے کوڑے کرکٹ کے انبار میں سے ڈبل روٹی کا ایک ٹکڑا نکال کر کھا لیا۔ اسی طرح برہنڈزکا میں میں نے دیکھا کہ عورتیں اپنے سر پر برتن رکھ کر پانی لینے جاتی تھیں۔ اور ان کے بچوں نے جو پتلونیں پہنی ہوئی تھیں ان کا کچھ حصہ کسی کپڑے کا ہوتا تھا اور کچھ حصہ کسی کپڑے کا۔ مگر کہا یہی جاتا ہے کہ یورپین بڑے دولتمند ہیں۔ پس قوم سے وعدہ کے یہ معنے نہیں ہوتے کہ افراد کے ذریعہ وہ وعدہ پورا نہ ہو۔

کئی وعدے قوم سے ہی ہوتے ہیں

لیکن پورے وہ افراد کے ذریعہ کئے جاتے ہیں۔ اس کی مثال ہمیں قرآن کریم سے بھی ملتی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا (مائدہ ع ۴) یعنی موسےٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم! اللہ تعالےٰ کی اس نعمت کو یاد کرو کہ اس نے تم میں اپنے نبی مبعوث کئے اور اس نے تم کو بادشاہ بنایا۔ اب کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ سب بنی اسرائیل بادشاہ بن گئے تھے۔ یقیناً ان بنی اسرائیل میں بڑے بڑے غریب بھی ہوں گے مگر حضرت موسےٰ علیہ السلام ان سے یہی فرماتے ہیں کہ جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا۔ اس نے تم سب کو بادشاہ بنایا۔ مراد یہی ہے کہ جب کسی قوم میں سے بادشاہ ہو تو چونکہ وہ قوم ان انعامات اور فوائد سے حصہ پاتی ہے جو بادشاہت سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے بالفاظِ دیگر ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ بادشاہ ہوگئی۔ پس جب جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا کی موجودگی کے باوجود اس آیت کے یہ معنے نہیں کئے جاتے کہ ہر یہودی بادشاہ بنا تو وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ سے یہ کیونکر نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ یہ وعدہ بعض افراد کے ذریعہ پورا نہیں ہونا چاہیئے۔ پھر اگر اس سے قومی غلبہ بھی مراد لے لو تب بھی ہر مومن کو یہ غلبہ کہاں حاصل ہوتا ہے۔ پھر بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ بعض افراد کو غلبہ ملتا ہے اور بعض کو نہیں ملتا۔ صحابہؓ میں سے بھی کئی ایسے تھے جو قومی غلبہ کے زمانہ میں بھی غریب ہی رہے اور ان کی مالی حالت کچھ زیادہ اچھی نہیں ہوئی۔ حضرت ابوہریرہؓ کا ہی لطیفہ ہے کہ جب حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی آپس میں جنگ ہوئی۔ اور صفین کے مقام پر دونوں لشکروں نے ڈیرے ڈال دیئے تو باوجود اس کے کہ

حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ

کے کیمپوں میں ایک ایک میل کا فاصلہ تھا جب نماز کا وقت آتا تو حضرت ابوہریرہؓ حضرت علیؓ کے کیمپ میں آجاتے اور جب کھانے کا وقت آتا تو حضرت معاویہؓ کے کیمپ میں چلے جاتے۔ کسی نے ان سے کہا آپ بھی عجیب آدمی ہیں اُدھر علیؓ کی مجلس میں چلے جاتے ہیں اور ادھر معاویہؓ کی مجلس میں شریک ہو جاتے ہیں۔ وہ کہنے لگے نماز حضرت علیؓ کے ہاں اچھی ہوتی ہے اور کھانا حضرت معاویہؓ کے ہاں اچھا ملتا ہے۔ اس لئے جب نماز کا وقت ہوتا ہے میں اُدھر چلا جاتا ہوں اور جب روٹی کا وقت ہوتا ہے اِدھر آجاتا ہوں۔ غیر مبائعین کا بھی ایسا ہی حال ہے بلکہ ان کا لطیفہ تو ابوہریرہؓ کے لطیفہ سے بھی بڑھ کر ہے۔ میں ایک دفعہ چودھری ظفر اللہ خاں صاحب کے ہاں بیٹھا ہوا تھا کہ کسی دوست نے ایک غیر مبائع کے متعلق بتایا کہ وہ کہتے ہیں عقاید تو مولوی محمد علی صاحب کے درست ہیں مگر دعائیں میاں صاحب کی زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ گویا جیسے ابوہریرہؓ نے کہا تھا کہ روٹی معاویہؓ کے ہاں اچھی ملتی ہے اور نماز علیؓ کے ہاں اچھی ہوتی ہے اسی طرح اس نے کہا کہ عقاید تو مولوی محمد علی صاحب کے درست ہیں مگر دعائیں ان کی قبول ہوتی ہیں۔ تو قوم میں بادشاہت آجانے کے باوجود پھر بھی کئی لوگ غریب ہی رہتے ہیں مگر کہا یہی جاتا ہے کہ وہ قوم بادشاہ ہے۔ کیونکہ جب کسی قوم میں سے کوئی بادشاہ ہو تو تمام قوم بادشاہت کے فوائد سے حصہ پاتی ہے۔ اسی طرح جب کسی قوم میں سے بعض افراد کو خلافت مل جائے تو یہی کہا جائے گا کہ اس قوم کو وہ انعام ملا ہے یہ ضروری نہیں ہوگا کہ ہر فرد کو یہ انعام ملے

دوسری مثال

اس کی یہ آیت ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ (بقرہ ع ۱۱) کہ جب یہود سے یہ کہا جاتا ہے کہ قرآن مجید میں جو کچھ اترا ہے اس پر ایمان لاؤ تو وہ کہتے ہیں نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا ہم تو اسی پر ایمان لائیں گے جو ہم پر نازل ہوا ہے۔ اور یہ امر صاف ظاہر ہے کہ وحی ان پر نہیں اتری تھی بلکہ حضرت موسےٰ علیہ السلام پر اتری تھی۔ مگر وہ کہتے ہیں ہم پر اتری۔ گویا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کلام کے متعلق اُنْزِلَ عَلَيْنَا کہتے ہیں۔ اسی طرح بعض افراد پر جو اس قسم کا انعام نازل ہوا جس سے ساری قوم کو فائدہ پہنچا ہو تو یہی کہا جاتا ہے کہ وہ ساری قوم کو ملا۔ چونکہ ملوکیت کے ذریعہ سے ساری قوم کی عزت ہوتی ہے اس وجہ سے جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا فرمایا۔ اور چونکہ خلافت سے سب قوم نے نفع اٹھانا تھا اس لئے خلافت کے بارہ میں بھی یہی کہا کہ تم کو خلیفہ بنایا جائے گا۔

دوسرا جواب

یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے فعل نے اس امر پر شہادت دے دی ہے کہ اس کی اس آیت سے کیا مراد ہے۔ خدا تعالےٰ نے یہ کہا تھا کہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کہ وہ ایمان اور عملِ صالح پر قائم رہنے والوں کو زمین میں اسی طرح خلیفہ بنائے گا جس طرح اس نے پہلوں کو خلیفہ بنایا۔ اب اگر اللہ تعالےٰ کی اس سے جمہوریت مراد تھی تو ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ آیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ جمہوریت قائم ہوئی یا نہیں۔ اور اگر خدا تعالےٰ کا یہ منشاء تھا کہ بعض افرادِ امت کو خلافت ملے گی اور ان کی وجہ سے تمام قوم برکاتِ خلافت کی مستحق قرار پائے گی تو ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے کہ آیا اس رنگ میں مسلمانوں میں خلافت قائم ہوئی یا نہیں؟ اس نقطۂ نگاہ کے ماتحت

جب ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کے حالات کو دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ بعض افرادِ امت کو ہی خلافت ملی تھی سب کو خلافت نہیں ملی۔ پس یا تو یہ مانو کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد لوگ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے مصداق نہیں رہے تھے۔ اور جس طرح شیعہ کہتے ہیں کہ امت میں صرف اڑہائی مومن تھے اسی طرح نعوذ باللہ سب منافق ہی منافق رہ گئے تھے۔ اسس لئے

خلافتِ قومی کا وعدہ

ان سے پورا نہ ہوا۔ اور یا یہ مانو کہ خلافت کا طریق وہی تھا جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد عملاً جاری ہوا۔ بہر حال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اللہ تعالے نے جس رنگ میں خلافت قائم کی وہ خدا تعالے کی فعلی شہادت ہے۔ اور خدا تعالے کی یہ فعلی شہادت بتا رہی ہے کہ قوم سے اس وعدہ کو بعض افراد کے ذریعہ ہی پورا کیا جائیگا۔

دوسرا اعتراض

اس آیت پر یہ کیا جاتا ہے کہ بہت اچھا ہم نے مان لیا کہ اس آیت میں افراد کی خلافت کا ذکر ہے۔ مگر تم خود تسلیم کرتے ہو کہ پہلوں میں خلافت یا نبوت کے ذریعہ ہوئی یا ملوک کے ذریعہ سے۔ مگر خلفاء اربعہ کو نہ تم نبی مانتے ہو نہ ملوک۔ پھر یہ وعدہ کس طرح پورا ہوا۔ اور وہ اس آیت کے کس طرح مصداق ہوئے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ پہلوں کو خلافت، یا نبوت کی شکل میں ملی یا ملوکیت کی صورت میں، مگر مشابہت کے یہ معنے نہیں ہوتے کہ ہر رنگ میں مشابہت ہو بلکہ صرف اصولی رنگ میں مشابہت دیکھی جاتی ہے۔ مثلاً کسی لمبے آدمی کا ہم ذکر کریں، اور پھر کسی دوسرے کے متعلق کہیں کہ وہ بھی ویسا ہی لمبا ہے تو اب کوئی شخص ایسا نہیں ہوگا جو یہ کہے کہ جب تم نے دونوں کو لمبا قرار دیا ہے تو یہ مشابہت کس طرح درست ہوئی۔ ان میں سے ایک چور ہے دوسرا نمازی۔ یا ایک عالم ہے اور دوسرا جاہل۔ بلکہ صرف لمبائی میں مشابہت دیکھی جائے گی۔ اس کی مثال ہمیں قرآن کریم سے بھی ملتی ہے۔ اللہ تعالے فرماتا ہے اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَیْکُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (مزمل ع) کہ ہم نے تمہاری طرف اپنا ایک رسول بھیجا ہے جو تم پر نگران ہے۔ اور وہ ویسا ہی رسول ہے جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔ اب دیکھو اللہ تعالے نے یہاں

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسے علیہ السلام

کی آپس میں مشابہت بیان کی ہے حالانکہ حضرت موسے علیہ السلام فرعون کی طرف بھیجے گئے تھے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کسی ایک بادشاہ کی طرف مبعوث نہیں ہوئے تھے بلکہ ساری دنیا کے بادشاہوں کی طرف مبعوث ہوئے تھے اسی طرح حضرت موسے علیہ السلام بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے تھے مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ساری دنیا کی ہدایت کیلئے بھیجے گئے تھے۔ پھر حضرت موسے علیہ السلام کی رسالت کا زمانہ صرف انیس سو سال تک تھا مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا زمانہ قیامت تک کے لئے ہے۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات میں اہم فرق ہیں۔ مگر باوجود ان اختلافات کے مسلمان یہی کہتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم حضرت موسے علیہ السلام کے مثیل ہیں۔ پس اگر اس قسم کے اختلافات کے باوجود آپ کی مشابہت میں فرق نہیں آتا تو اگر پہلوں کی خلافت سے بعض جزوی امور میں خلفائے اسلام مختلف ہوں تو اس میں اعتراض کی کونسی بات ہے؟ اصل بات جو اس آیت میں بتائی گئی تھی وہ یہ تھی کہ جس طرح موسے علیہ السلام کی قوم کو سنبھالنے کے لئے ان کی وفات کے بعد خدا تعالے کی خاص حکمت نے بعض وجودوں کو ان کی امت کی خدمت کے لئے چن لیا تھا اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی اللہ تعالیٰ بعض ایسے وجود کھڑے کرے گا جو آپ کی امت کو سنبھال لیں گے۔ اور یہ مقصد بہ نسبت سابق خلفاء کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خلفاء نے زیادہ پورا کیا ہے۔ پھر جس طرح موسے علیہ السلام کے تیرہ سو سال بعد اللہ تعالے نے مسیح ناصریؑ کو مبعوث فرمایا جو موسوی شریعت کی خدمت کرنے والے ایک تابع نبی تھے اسی طرح محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تیرہ سو سال کے بعد اللہ تعالے نے مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا اور اس طرح اس تابع نبوت کا جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان کے مناسب حال امتی نبوت ہے، دروازہ کھول دیا۔ اور آپ کے ذریعہ اس نے پھر آپ کے ماننے والوں میں

خلافت کو بھی زندہ کر دیا

چنانچہ یہ سلسلۂ خلافت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد شروع ہوا اور خلافت ثانیہ تک ممتد رہا۔ اور اگر جماعتِ احمدیہ میں ایمان بالخلافت قائم رہا اور وہ اس کو قائم رکھنے کے لئے صحیح رنگ میں جدوجہد کرتی رہی تو انشاء اللہ یہ وعدہ لمبا ہوتا چلا جائے گا۔ مگر جماعتِ احمدیہ کو ایک اشارہ جو اس آیت میں کیا گیا ہے کبھی نہیں بھولنا چاہیئے۔ اور وہ اشارہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس طرح ہم نے پہلوں کو خلیفہ بنایا اسی طرح تمہیں خلیفہ بنائیں گے۔ یعنی خلافت کو ممتد کرنے کے لئے پہلوں کے طریق انتخاب کو مد نظر رکھو۔ اور پہلی قوموں میں سے یہودیوں کے علاوہ ایک عیسائی قوم بھی تھی جس میں خلافت بادشاہت کے ذریعہ سے نہیں آئی۔ بلکہ ان کے اندر خالص دینی خلافت تھی۔ پس كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ میں پہلوں کے طریق انتخاب کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے اور

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام

بھی اس کی تصدیق کرتا ہے۔ آپ کا الہام ہے:۔ "کلیسیا کی طاقت کا نسخہ" (تذکرہ صفحہ ...)

یعنی کلیسیا کی طاقت کی ایک خاص وجہ ہے اس کو یاد رکھو۔ گویا قرآن کریم نے كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کے الفاظ میں جس نسخہ کا ذکر کر دیا تھا۔ الہام میں اس کی طرف اشارہ کر دیا گیا۔ اور بتایا گیا کہ جس طرح وہ لوگ اپنا خلیفہ منتخب کرتے ہیں اسی طرح یا اس کے قریب قریب تم بھی اپنے لئے خلافت کے انتخاب کا طریقہ ایجاد کرو۔ چنانچہ اس طریق سے تقریباً انیس سو سال سے عیسائیوں کی خلافت محفوظ چلی آتی ہے۔ عیسائیت کے خراب ہونے کی وجہ سے بیشک انہیں وہ نور حاصل نہیں ہوتا جو پہلے زمانوں میں حاصل ہوا کرتا تھا۔ مگر جماعت احمدیہ اسلامی تعلیم کے مطابق اس قانون کو ڈھال کر اپنی خلافت کو سینکڑوں بلکہ ہزاروں سال تک کے لئے محفوظ کر سکتی ہے۔ چنانچہ اسی کے مطابق میں نے آئندہ انتخابِ خلافت کے متعلق ایک قانون بنا دیا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر جماعتِ احمدیہ ایمان بالخلافت پر قائم رہی اور اس کے قیام کے لئے صحیح جدوجہد کرتی رہی تو خدا تعالے کے فضل سے قیامت تک یہ

سلسلۂ خلافت

قائم رہے گا اور کوئی شیطان اس میں رخنہ اندازی نہیں کر سکے گا

ایک اعتراض

یہ کیا جاتا ہے کہ اگر خلافت کا مسلمانوں سے وعدہ تھا تو حضرت علیؓ کے بعد خلافت کیوں بند ہو گئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ وعدہ شرطی تھا۔ آیت کے الفاظ صاف بتاتے ہیں کہ یہ وعدہ ان لوگوں کے لئے تھا جو خلافت پر ایمان رکھتے ہوں گے اور حصولِ خلافت کے لئے جو مناسب قومی اعمال ہوں گے، وہ کرتے رہیں گے۔ کیونکہ یہاں اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے الفاظ ہیں اور صَالِح کے معنے عربی زبان میں ایسے کام کے ہوتے ہیں جو مناسب حال ہو۔ چونکہ اس آیت میں خلافت کا ذکر ہے اس لئے اٰمَنُوْا سے مراد اٰمَنُوْا بِالْخِلَافَةِ ہے۔ اور عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سے مراد عَمِلُوْا عَمَلًا مُنَاسِبًا لِحُصُوْلِ الْخِلَافَةِ ہے۔ اگر یہ شرط پوری نہ ہوگی تو خدا تعالے کا وعدہ بھی پورا نہیں ہوگا

حضرت علیؓ کے بعد صرف لفظِ خلافت

باقی رہ گیا تھا لیکن عملاً بادشاہت قائم ہو گئی اور خلافت کے لئے جو شرط ہے کہ تبلیغِ دین اور تبلیغ اسلام کرے وہ مٹ گئی تھی۔ پس شرط کے ضائع ہونے سے مشروط بھی ضائع ہو گیا۔ اور خدا تعالے کا وعدہ ٹل گیا۔

ایک اعتراض

یہ کیا جاتا ہے کہ جب خلیفہ انتخاب سے ہوتا ہے تو پھر امت کے لئے اس کا عزل بھی جائز ہوا اس کا جواب یہ ہے کہ گو خلیفہ کا تقرر انتخاب کے ذریعہ سے ہوتا ہے لیکن یہ آیت نصِ صریح کے طور پر اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ امت کو اپنے فیصلہ کا اس امر میں ذریعہ بناتا ہے اور اس کے دماغ کو خاص طور پر روشنی بخشتا ہے۔ لیکن مقرر وہ اصل میں اللہ تعالےٰ ہی کرتا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ کہ وہ خود ان کو خلیفہ بنائے گا۔ پس گو خلفاء کا انتخاب مومنوں کے ذریعہ سے ہوتا ہے لیکن اللہ تعالے کا الہام لوگوں کے دلوں کو اصل حقدار کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بتاتا ہے کہ ایسے خلفاء میں میں فلاں فلاں خصوصیات پیدا کر دیتا ہوں۔ اور یہ خلفاء ایک انعامِ الٰہی ہوتے ہیں۔ پس اس صورت میں اس اعتراض کی تفصیل یہ ہوئی کہ کیا امت کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اس شخص کو جو کامل موحد ہے جس کے دین کو اللہ تعالے نے قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس کے لئے خدا نے تمام خطرات کو دور کرنے کا وعدہ کیا ہے اور جس کے ذریعہ سے وہ شرک کو مٹانا چاہتا ہے اور جس کے ذریعہ سے وہ اسلام کو محفوظ کرنا چاہتا ہے، معزول کر دے؟ ظاہر ہے کہ ایسے شخص کو امتِ اسلامیہ معزول نہیں کر سکتی۔ ایسے شخص کو تو شیطان کے چیلے ہی معزول کرنے کا دعویٰ کر سکتے ہیں

دوسرا جواب

یہ ہے کہ اس جگہ وعدہ کا لفظ ہے اور وعدہ احسان پر دلالت کرتا ہے پس اس اعتراض کے معنے یہ ہوں گے کہ چونکہ اس انعام کا انتخاب اللہ تعالےٰ نے امت کے ہاتھ میں رکھا ہے اسے کیوں حق نہیں کہ وہ اس انعام کو رد کر دے۔ ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ یہ استنباط بدترین استنباط ہے۔ جو منعم منہ مانگے بلے اس کا رد کرنا تو انسان کو اور بھی مجرم بنا دیتا ہے۔ اور اس پر تو بدحجت قائم کر دیتا ہے

(باقی صفحہ پر)

قسط ۲

خلافتِ اسلامیہ — اُس کے کام اور امتیازات

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کلکتہ

خلافت کے کام

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا ذکر فرمایا ہے۔ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّيْنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (الجمعہ) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے چار اہم مقاصد ہیں

اوّل:- تلاوت آیاتِ الٰہی۔ خدا تعالیٰ کے آیات و نشانات کو دنیا کے سامنے پیش کرنا جس کے نتیجہ میں لوگوں کو زندہ خدا کی ہستی پر یقین حاصل ہو۔

دوسرے:- تزکیۂ نفس۔ لوگوں کو سچی توحید پر قائم کرکے انہیں ہر قسم کی روحانی داخلاقی اور سماجی بُرائیوں سے بچاکر پاک و صاف بنانا۔ تاکہ اُن کا تعلق قدوس ہستی سے پیدا ہو۔

تیسرے:- تعلیم کتاب۔ خدا تعالیٰ اس نبی پر جو کلام نازل کرتا ہے اور شریعت عطا فرماتا ہے ان احکام الٰہی کو دنیا کے سامنے پیش کرنا اور ایمان لانے والوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرنا۔ تاکہ وہ ان احکام و شرائع کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں

چوتھے:- تعلیم حکمت۔ اللہ تعالیٰ کا نبی محض تحکم و اقتدار کے طور پر وہ خدائی احکام پیش نہیں کرتا۔ بلکہ ان احکام کی حکمت اور ان کا فلسفہ، اور ان پر عمل پیرا ہونے کے نتیجہ میں شاندار نتائج کو بھی پیش کرتا ہے۔ تاکہ مومنوں کے اندر بشاشتِ قلبی پیدا ہو۔

چونکہ خلیفہ اپنے نبی کا ظل ہوتا ہے اس لئے نبی کی ظلیت میں وہ ان تمام فرائض اور کاموں کو ادا کرتا ہے جو نبی متبوع کے ذمہ خدا تعالیٰ کی طرف سے لگائے گئے تھے۔ اسی لئے خلافت کو نبوت کا تتمہ کہا جاتا ہے اور ہر نبوت کے بعد سلسلۂ خلافت کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ نبی کا کام تبلیغ ہدایت کے ساتھ ساتھ مومنوں کی روحانی اور اخلاقی تربیت اور ان کی تنظیم سے تعلق رکھتا ہے۔ اور یہ سارے کام نبی کی وفات کے بعد خلیفۂ وقت کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔ جس کا وجود جماعت کو انتشار سے بچاکر انہیں ایک مضبوط لڑی میں پروئے رکھتا ہے۔ نبی کا وجود جماعت کے لئے محبت اور اخلاص کے تعلقات کا روحانی مرکز ہوتا ہے جس کے ذریعہ وہ اتحاد و یکجہتی اور باہمی تعاون کا سبق سیکھتے ہیں۔ اور خلیفہ کا وجود اسی درس وفا کو جاری اور تازہ رکھنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ پس خلافت کا نظام ایک بابرکت نظام ہے جس کے ذریعہ جماعتی اتحاد اور مرکزیت کے علاوہ نبوت کا نور جماعتوں کے سر پر جلوہ افروز رہتا ہے۔ اور یہ ایک بہت بڑی برکت اور رحمت ہے

خلافتِ راشدہ اسلامیہ کا قیام

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ ..... ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَا شَاءَ اللّٰهُ ..... ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا فَتَكُوْنُ مَا شَاءَ اللّٰهُ ..... ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ (مشکوٰۃ باب الفتن)

کہ تم میں نبوت رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر اس کے بعد منہاج نبوت پر خلافت قائم ہوگی۔ اور وہ بھی رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر اس کے بعد بادشاہت شروع ہوگی۔ اور وہ بھی رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر اس کے بعد دوبارہ خلافت منہاج نبوت پر قائم ہوگی۔

نیز آنحضرت صلعم نے فرمایا:-

مَنْ يَّعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرٰى اخْتِلَافًا كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ - تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ (مشکوٰۃ ص۳۰)

کہ تم میں جو زندہ رہے گا وہ میری امت میں کافی اختلاف دیکھے گا۔ مگر تم میری سنت اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوطی سے پکڑ کر رکھنا۔

یہ احادیث واضح طور پر بتا رہی ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد امت میں خلافتِ راشدہ کا سلسلہ جاری ہوگا۔ چنانچہ آنحضرت صلعم کے وصال کے بعد قرآن مجید کی آیتِ استخلاف اور متذکرہ بالا احادیث کے پیش نظر صحابہ کرام کا پہلا اجماع امر خلافت پر ہوا۔ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بالاتفاق پہلے خلیفہ منتخب ہوئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود کسی کو اپنے بعد خلافت کے لئے نامزد نہیں فرمایا تھا۔ اس کی حکمت کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا اس میں یہی بھید تھا کہ آپ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرما دے گا۔ کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے۔ اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا اور سب سے اول حق انہی کے دل میں ڈالا۔"

(ملفوظات جلد دہم ص۲۳۰-۲۲۹)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بعد علی الترتیب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے۔ اور یہ خلافتِ راشدہ کا دور تیس سال تک ممتد رہا۔ خلافت راشدہ کے دور میں ساری اسلامی دنیا اپنے ایک امام اور کمانڈر کے تابع تھی۔ اور خلافت کی برکات سے متمتع ہو رہی تھی۔ ہر خلافت کا اپنا اپنا رنگ اور امتیازات تھے۔ مثلاً حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں خلافتِ اسلامیہ کا قیام و استحکام ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں اسلام کو شاندار فتوحات حاصل ہوئیں اور اسلام کا پیام مختلف قوموں اور علاقوں تک پہنچا۔ خلافتِ عثمانی میں فتوحات کے علاوہ قرآن مجید کی تدوین و اشاعت ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں خوارج کے فتنے کا استیصال ہوا۔ ہم تمام خلفائے راشدین کی عزت و عظمت کرتے ہیں۔ اور باوجود ذاتی فضائل و مناقب کے ان کے منصب میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ مگر بعد ازاں مسلمانوں نے بدقسمتی سے خلافت کی قدر کو نظر انداز کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی بعض غلطیوں کے نتیجہ میں خلافت کی یہ نعمت عظمیٰ اور سنہری تاج ان سے چھین لیا۔ امت کی وحدت ٹوٹ گئی اور مسلمان اس حبل اللہ المتین کو چھوڑ کر اوجِ ثریا سے اتر کر قعرِ مذلت میں گرتے چلے گئے۔

روحانی خلفاء و مجددین کا ظہور

اس کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ خلافت وقتاً فوقتاً ظاہر ہونے والے اولیاء امت اور مختلف اوقات میں تجدید دین کا فریضہ ادا کرنے والے وجودوں کی طرف منتقل ہوگئی۔ اس طرح اگرچہ مسلمان بحیثیت امت واحدہ خلافتِ راشدہ کی زعامت کے عظیم انعام سے محروم ہوگئے۔ مسلمانوں کی تمام روحانی افواج ایک ہی کمانڈر [illegible] کے زیر قیادت نہ رہیں۔ مگر اسلام کی ظاہری و باطنی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے مختلف زمانوں اور علاقوں میں اولیاء الرحمٰن کو [illegible] بنایا کہ وہ اپنے اپنے رنگ میں الٰہی منشاء کے ماتحت اسلام کی علمی و روحانی جنگ لڑتے چلے جائیں۔ حدیث نبوی اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا (ابو داؤد) کی رو سے تجدید دین کرنے والے مبارک وجود صدی کے سر پر ضرور کھڑے کئے جاتے ہیں۔ لیکن امت اگر آیتِ استخلاف کے مطابق خلافتِ راشدہ کے انعام سے بہرہ ور ہو تو پھر خلیفۂ وقت ہی اپنے زمانہ کا مجدد ہوتا ہے اور پوری امت کو وحدت کی لڑی میں پرو کر راشدہ کی رہنمائی میں نہایت منظم طریق پر تجدید دین کا فریضہ سرانجام دے رہا ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی اپنی کتب میں اس مضمون کو صراحتاً بیان فرمایا ہے۔

خلافتِ راشدہ کے سات امتیازات

اب میں اس امر کو بیان کرنا چاہتا ہوں کہ اسلامی خلافتِ راشدہ کی وہ کونسی علامتیں ہیں جن سے وہ ممتاز ہوتی ہے اور اس میں اور باقی تمام اقسام اقتدار، ملوکیت وغیرہ میں کھلے طور پر فرق کیا جا سکتا ہے۔ سو اس بارہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

"اسلام میں خلافتِ راشدہ کے مجموعی امتیازات سات ہیں

اوّل۔ انتخاب

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا یہاں امانت کا لفظ ہے لیکن ذکر چونکہ حکومت کا ہے اس لئے امانت سے مراد امانتِ حکومت ہے۔ آگے طریق انتخاب مسلمانوں پر چھوڑ دیا چونکہ خلافت اس وقت سیاسی تھی مگر اس کے ساتھ مذہبی بھی۔ اس لئے دین کے قائم ہونے تک اس وقت کے لوگوں نے یہ فیصلہ کیا کہ انتخاب صحابہ کریں کہ وہ دین اور دیندار کو بہتر سمجھتے تھے۔ ورنہ ہر زمانہ کے لئے طریق انتخاب الگ ہو سکتا ہے۔ اگر خلافت صحابہ کے بعد چلتی تو اس پر بھی غور ہو جاتا کہ صحابہ کے بعد انتخاب کس طرح ہوا کرے بہر حال خلافت [illegible] انتخاب کے طریق کو اللہ تعالیٰ نے [illegible] پر چھوڑ دیا ہے۔

دوم۔ [illegible]

[illegible]

چہارم - اندرونی دباؤ یعنی اخلاقی علاوہ شریعت اور شوریٰ کے اس پر نگران اس کا وجود بھی ہے۔ کیونکہ وہ مذہبی رہنما بھی ہے اور نمازوں کا امام بھی۔ اس وجہ سے اس کا داغی اور شعوری دباؤ اور نگرانی بھی اسے راہِ راست پر چلانے والا ہے جو خالص سیاسی منتخب یا غیر منتخب حاکم پر نہیں ہوتا۔

پنجم - مساوات

خلیفۂ اسلامی انسانی حقوق میں مساوی ہے جو دنیا میں اور کسی حاکم کو حاصل نہیں۔ وہ اپنے حقوق عدالت کے ذریعہ سے لے سکتا ہے اور اس سے بھی حقوق عدالت کے ذریعہ سے لئے جا سکتے ہیں

ششم - عصمتِ صغریٰ

عصمتِ صغریٰ اسے حاصل ہے یعنی اسے مذہبی مشین کا پرزہ قرار دیا گیا ہے اور وعدہ کیا گیا ہے کہ ایسی غلطیوں سے اسے بچایا جائے گا جو تباہ کن ہوں اور خاص خطرات میں اس کی پالیسی کی اللہ تعالیٰ تائید کرے گا۔ اور اسے دشمنوں پر فتح دے گا۔ گویا وہ مؤید من اللہ ہے اور دوسرا کسی قسم کا حاکم اس میں اس کا شریک نہیں۔

ہفتم

وہ سیاسیات سے بالا ہوتا ہے اس لئے اس کا کسی پارٹی سے تعلق نہیں ہو سکتا۔ وہ ایک باپ کی حیثیت رکھتا ہے اس کے لئے کسی پارٹی میں شامل ہونا یا اس کی طرف مائل ہونا جائز نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ یعنی جب ایسے شخص کا انتخاب ہو تو اس کا فرض ہے کہ وہ کامل انصاف سے فیصلہ کرے۔ کسی ایک طرف خواہ شخصی ہو یا قومی ہو نہ جھکے۔

(رسالہ الفرقان۔ ربوہ خلافت نمبر ۱۹۵۲ء)

خلافت سے عزل اب میں ضمنی طور پر اس بات کو بیان کرنا چاہتا ہوں کہ کیا خلیفۂ منتخب اپنی زندگی میں اس منصب سے معزول ہو سکتا ہے؟ اس بارہ میں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خلافت ایک روحانی نظام ہے۔ حقیقتہً وہ خدا تعالیٰ کی خاص تقدیر کے ماتحت قائم ہوتا ہے اور اعلیٰ درجہ کا خدائی انعام ہے۔ اس لئے متعلق عزل کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ ساری عمر کے لئے خلیفہ ہوتا ہے خلیفۂ راشد کو دنیا کی کوئی طاقت اس خداداد منصب سے معزول نہیں کر سکتی۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ عَمَّصَكَ قَمِيْصًا

فَلَا تَخْلَعْهُ

(مسند احمد بن حنبل جلد ۶ صفحہ ۷۵)

کہ اے عثمانؓ! اللہ تعالیٰ تجھے ایک قمیص پہنائیں گے۔ منافق اس قمیص کو اتارنا چاہیں گے۔ لیکن تم اسے ہرگز نہ اتارنا۔

چنانچہ حضرت عثمان رضؓ نے اپنے عہدِ خلافت میں منافقین اور شر پسندوں کی ریشہ دوانیوں کو دیکھتے ہوئے پورے عزم و استقلال کے ساتھ جان تو دے دی مگر ارشادِ نبوی صلعم کے ماتحت مخالفین کے "مطالبۂ عزل" کو رد کرتے ہوئے ردائے خلافت کو اتارنے سے انکار کر دیا۔ حضرت حنظلۂ صحابی نے حضرت عثمان کے خلاف فتنہ پردازوں کی حرکات کو دیکھ کر کیا صحیح کہا تھا ؎

عجبتُ لما یخوض الناس فیہ
یرومون الخلافۃ ان تزولا
ولو زالت لزال الخیر منھم
ولاقوا بعدھا ذلاً ذلیلا
وکانوا کالیھود او النصاریٰ
سواءً کلھم ضلوا السبیلا

کہ مجھے ان لوگوں کی گفتگو سے تعجب آتا ہے یہ لوگ چاہتے ہیں کہ خلافت باقی نہ رہے۔ اگر وہ زائل ہو گئی تو ہر خیر و برکت زائل ہو جائے گی۔ اور یہ انتہائی ذلیل ہو جائیں گے اور پراگندگی میں یہود و نصاریٰ کی مانند ہو جائیں گے اور اسلامی صراطِ مستقیم سے بھٹک جائیں گے

اسی طرح حضرت علی رضؓ نے خوارج کا جوانمردی سے مقابلہ کیا۔ جو عزلِ خلیفہ کا مطالبہ کرنے والے تھے۔ اور جنگ نہروان میں ان کی گردنیں کاٹ کر رکھ دیں۔ مگر خلافت کی ردا کو نہ اتارا

پس چونکہ خلیفہ خدا بناتا ہے اس لئے حق یہ ہے کہ خلفاء کے عزل کا سوال کسی سچے مومن کے دل میں ایک لمحہ کے لئے بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ انبیائے کرام کی طرح خلفائے راشدین کا منصب بھی صرف اسی صورت میں خالی ہوتا ہے کہ جب خدا تعالیٰ انہیں موت کے ذریعہ دنیا سے اٹھا لے۔

درخواست ہائے دعا

۱۔ قادیان۔ مکرم قریشی یونس احمد صاحب اسلم درویش بدہستہ تشویشناک طور پر بیمار ہیں۔ احباب اپنے درویش بھائی کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ معجزانہ طور پر انہیں صحت بخشے۔ آمین۔ (ایڈیٹر)

۲۔ خاکسار کا لڑکا عزیزم سید عبادید انور سلمہ ہائر سکنڈری کا امتحان ۱۲ مئی سے دینے جا رہا ہے عزیزم موصوف کی نمایاں کامیابی کے لئے احباب سے درخواست دعا ہے۔

خاکسار ڈاکٹر سید حمید الدین احمد
از جمشید پور

تبصرکات

جماعت کو سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ کی ایک نصیحت

ایک موقعہ پر حضورؓ نے جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:-

"اے دوستو! میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں۔ نبوت ایک بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دنیا میں پھیلا دیتی ہے۔ تم خلافتِ حقہ کو مضبوطی سے پکڑو اور اس کی برکات سے دنیا کو متمتع کرو" تا خدا تعالیٰ تم پر رحم کرے اور تم کو اس دنیا میں اور بھی اونچا کرے اور اس جہان میں بھی اونچا کرے۔ "تامرگ اپنے وعدوں کو پورا کرتے رہو۔ احمدیت کے مبلغ اسلام کے سچے سپاہی ثابت ہوں اور اس دنیا میں خدائے قدوس کے کارندے بنیں۔ کیا ہمارا خدا اتنی بھی طاقت نہیں رکھتا جتنا کہ حضرت مسیح ناصری رکھتے تھے۔ مسیح ناصری تو ایک نبی تھے۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں کے سردار تھے۔ خدا تعالیٰ ان کی سرداری دونوں جہان میں قائم رکھے اور ان کے ماننے والوں کا جھنڈا کبھی نیچا نہ ہو۔ اور وہ اور ان کے دوست ہمیشہ سر بلند رہیں۔

آمین ثم آمین

(الفضل ۲۰ مئی ۱۹۵۹ء)

معارف القرآن - بقیہ صفحہ نمبر ۱

اللہ تعالیٰ نے تو فرمائیگا کہ اے لوگو! میں نے تمہاری مرضی پر چھوڑا اور کہا کہ میرے انعام کو کس صورت میں لینا چاہتے ہو۔ تم نے کہا ہم اس انعام کو فلاں شخص کی صورت میں لینا چاہتے ہیں۔ اور میں نے اپنے فضل اس شخص کے ساتھ وابستہ کر دئے۔ جب میں نے تمہاری بات مان لی تو اب تم کہتے ہو کہ ہم اس انعام پر راضی نہیں۔ اب اس نعمت کے رد کرنے پر میں اس کے سوا اور کیا کہہ سکتا ہوں کہ لَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ (ابراہیم ع ۱) اسی کی طرف اشارہ کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ یعنی انتخاب کے وقت تو ہم نے امت کو اختیار دیا ہے مگر چونکہ اس انتخاب میں ہم امت کی رہبری کرتے ہیں اور چونکہ ہم اس شخص کو اپنا بنا لیتے ہیں اس لئے اس کے بعد امت کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا۔ اور جو شخص پھر بھی اختیار چلانا چاہے تو یاد رکھے کہ وہ خلیفہ کا مقابلہ نہیں کرتا بلکہ ہمارے انعام کی بے قدری کرتا ہے۔ پس اگر انتخاب کے وقت وہ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ میں شامل تھا تو اب اس اقدام کی وجہ سے ہماری درگاہ میں اس کا نام اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کی فہرست سے کاٹا جائیگا اور

فاسقوں کی فہرست

میں لکھا جائیگا۔

پھر فرماتا ہے وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ اس آیت میں وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ کے معاً بعد نماز اور زکوٰۃ اور اطاعتِ رسول کا ذکر کر کے اس طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے کہ اگر کسی وقت برکاتِ خلافت کے نزول میں کمی آ جائے تو مسلمانوں کو بحیثیت قوم نمازوں میں لگ جانا چاہیئے۔ اور زکوٰۃ دینے میں چست ہو جانا چاہیئے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت اختیار کرنی چاہیئے۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو ان پر رحم کیا جائے گا اور پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی ایسا نائب کھڑا کر دیا جائیگا جو سب مسلمانوں کو اکٹھا کر دے گا۔ مگر بہرحال

منکرینِ خلافت کبھی زمین پر غالب نہیں آئیں گے

بلکہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگ کھڑے کرتا رہے گا جو خلافت پر ایمان رکھتے ہوں خواہ جزوی ہی ہو۔ چنانچہ خوارج جو منکرینِ خلافت ہیں کبھی بھی دنیا پر حاکم نہیں ہوئے۔ بلکہ شیعہ جو منہ سے خلافت کے قائل ہیں لیکن حضرت عثمان رضؓ اور حضرت علی رضؓ کے زمانہ میں انہوں نے اپنی جانیں قربان کر کے خلافت کو قائم رکھنے کی کوشش نہیں کی وہی ہمیشہ غالب رہے ہیں۔

(تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ اول صفحہ ۳۸۷ تا صفحہ ۳۹۳)

باب سوم

جماعت احمدیہ میں خلافت کا بابرکت اجراء و استحکام

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کلکتہ

خلافت احمدیہ حدیث نبوی میں یہ بتایا گیا تھا کہ "ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلَىٰ مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ" (مشکوٰۃ) کہ آخری زمانہ میں دوبارہ منہاج نبوت پر خلافت ہوگی جس طرح ابتدائے اسلام میں منہاج نبوت پر خلافت قائم ہوئی تھی۔ ظاہر ہے کہ منہاج نبوت پر خلافت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہی قائم ہوئی تھی تو لازم آیا کہ آخری زمانہ میں بھی "نبی" ہو، جس کی وفات پر دوبارہ خلافت شروع ہو۔ چنانچہ مذکورہ بالا حدیث مندرجہ مشکوٰۃ میں بین السطور لکھا ہے کہ "الظاہر ان المراد بہ زمن عیسیٰ والمھدی" کہ ظاہر ہے کہ منہاج نبوت پر دوبارہ خلافت قائم ہونے کا زمانہ مسیح موعود اور مہدی کا زمانہ ہوگا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعوے فرمایا کہ:-

"میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نام سرور انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے" (نزول المسیح ص۴۸)

"میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں ..... میں نبی ہوں اور امتی بھی ہوں تا ہمارے سید و آقا کی وہ پیشگوئی پوری ہو کہ آنے والا مسیح امتی بھی ہوگا اور نبی بھی ہوگا۔"
(آخری خط مندرجہ اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام مہدی، مسیح اور نبی ہونے کی وجہ سے اسی طرح خلیفۃ اللہ ہیں جس طرح حضرت آدم اور داؤد علیہما السلام اور آپ قدرت اولیٰ کے مظہر ہیں۔ آپ نے خود فرمایا ؎

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار
اک شجر ہوں جس کو داؤدی صفت کے پھل لگے
میں ہوا داؤد اور جالوت ہے میرا شکار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی کے آخری سالوں میں جماعت کو خبردار کر دیا تھا کہ آپ کی وفات قریب ہے مگر غمگین ہونے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالےٰ دوسری قدرت یعنی خلافت کے ذریعہ اس جماعت کو سنبھال لے گا چنانچہ حضور رسالہ الوصیت میں تحریر فرماتے ہیں:

"سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالےٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا وہ مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالےٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی ہے غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں"
(الوصیت ص۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو وصال ہوگیا۔ اور اس آسمانی وعدہ کے مطابق ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو جماعت احمدیہ میں "خلافت علی منہاج نبوت" کی بنیاد پڑی۔ رسالہ الوصیت میں مندرجہ وصیت کے مطابق ساری جماعت نے حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کو پہلا خلیفہ تسلیم کیا اور متفقہ طور پر بیعت کی۔ گویا آپ قدرت ثانیہ کے مظہر اول ہیں۔ اور عجیب حسن اتفاق ہے کہ جس طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہوا تھا اسی طرح حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کی خلافت پر جماعت احمدیہ کا اجماع ہوا۔ اور وہ بھی پہلا اجماع۔ اس اجماع نے تصدیق کر دی کہ رسالہ الوصیت کے مطابق جماعت احمدیہ میں خلافت کا سلسلہ جاری رہے گا۔ چنانچہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے بحیثیت سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ اس بارہ میں جماعت کی آگاہی کے لئے یہ اعلان کیا کہ

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان و اقرباء حضرت مسیح موعود باجازت حضرت ام المؤمنین **کل قوم** نے جو قادیان میں موجود تھی اور جس کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی والا مناقب حاجی الحرمین شریفین جناب حکیم نورالدین صاحب سلمہ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔"
(بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

اور پھر اکابرین جماعت شیخ رحمت اللہ صاحب خواجہ کمال الدین صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب مولوی غلام حسن صاحب۔ مرزا یعقوب بیگ صاحب وغیرہم کی طرف سے ایک دوسرا اعلان شائع ہوا کہ

"مطابق فرمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام مندرجہ رسالہ الوصیت، ہم احمدیان جن کے دستخط ذیل میں ثبت ہیں اس امر پر صدق دل سے متفق ہیں کہ اول المہاجرین حضرت حاجی مولوی حکیم نورالدین صاحب ..... کے ہاتھ پر **احمد** کے نام پر تمام احمدی جماعت موجودہ و آئندہ نئے ممبر بیعت کریں۔ اور حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے ایسا ہی ہو جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔"
(بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد صدر انجمن قادیان کے چودہ ممبران (جن میں غیر مبائعین کے اکابرین بھی شامل تھے۔) اور جماعت نے متفقہ طور پر اس امر کا فیصلہ کر دیا کہ رسالہ "الوصیت" کے مطابق جماعت میں سلسلہ خلافت جاری ہونا چاہیئے۔ اور یہ کہ حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ جماعت کے پہلے خلیفہ اور جانشین ہیں۔ اور سب قوم نے صدق دل سے آپ کی بیعت کی۔

مگر کچھ عرصہ بعد اکابرین غیر مبائعین نے حصول اقتدار کی ہوس میں خلافت کے خلاف وسوسہ انگیزی شروع کی۔ اور چند شوریدہ سر دل نے یہ سوال اٹھایا کہ انجمن خلیفہ کی مطیع نہیں بلکہ مطاع ہے۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنی بیعت سے خارج کر دیا تو کانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے توبہ کی۔ اور دوبارہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور اپنی دوبارہ بیعت سے ثابت کر دیا کہ واقعی امر خلافت برحق ہے۔ اور خلیفہ کا فرمان ایسا ہی واجب الاطاعت ہے جیسے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرمان ایک موقع پر مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ہم خیال ممبران صدر انجمن احمدیہ نے ایک امر کے بارہ میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے اختلاف کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے خطبہ عید الفطر میں فرمایا:-

(الف) "حضرت صاحب کی تصنیف میں معرفت کا ایک نکتہ ہے وہ تمہیں کھول کر سناتا ہوں۔ جس کو خلیفہ بنانا تھا اس کا معاملہ تو خدا کے سپرد کر دیا اور ادھر چودہ اشخاص (ممبران صدر انجمن احمدیہ۔ ناقل) کو فرمایا کہ تم بہ حیثیت مجموعی خلیفۃ المسیح ہو۔ تمہارا فیصلہ قطعی فیصلہ ہے۔ اور گورنمنٹ کے نزدیک بھی وہی قطعی ہے۔ پھر ان چودہ کے چودہ کو باندھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرا دی کہ اس کو اپنا خلیفہ مانو۔ اور اس طرح تمہیں اکٹھا کر دیا۔ پھر نہ صرف چودہ کا، بلکہ تمام قوم کا میری خلافت پر اجماع ہوگیا۔ اب جو اجماع کے خلاف کرنے والا ہے وہ خدا تعالیٰ کا مخالف ہے..... اب اگر اس معاہدہ کے خلاف کرو گے تو فاعقبھم نفاقاً فی قلوبھم کے مصداق ہو گے۔..... خدا نے جس کام پر مجھے مقرر کیا ہے۔ میں بڑے زور سے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس کرتے کو ہرگز نہیں اتار سکتا۔ اگر سارا جہان بھی اور تم بھی میرے مخالف ہو جاؤ تو میں بالکل تمہاری پروا نہیں کرتا۔ اور نہ کروں گا۔"
(خطبہ عید الفطر اخبار بدر ۲۱ اکتوبر ۱۹۰۹ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی اس تنبیہ و نصیحت کے باوجود اکابرین غیر مبائعین کی خلافت کے خلاف ریشہ دوانیوں کا سلسلہ اندرونی طور پر جاری رہا جس میں خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو معزول کرنے کا وسوسہ بھی تھا۔ اور اس ساری سازش کا مرکز لاہور تھا۔ چنانچہ جب ایک موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ لاہور تشریف لے گئے تو حضور نے وہاں احمدیہ بلڈنگس میں تقریر کے دوران فرمایا

(ب) "میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا نے ہی خلیفہ بنایا ہے جس طرح پر آدم، داؤد اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو اللہ نے خلیفہ بنایا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی خلیفہ بنایا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے..... مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا۔ اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں۔ اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں۔ اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس

خلافت کی ردا، کو مجھ سے چھین نے؟

نیز فرمایا:-

"تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں۔ تم خلافت کا نام نہ لو۔ مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے۔ اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دوگے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔"

(بدر ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء)

قارئین کرام! خلافت کے مقام اور عظمت کو جس رنگ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضؓ نے بیان فرمایا اس سے بڑھ کر بیان کرنا ممکن نہ تھا۔ لیکن پھر بھی بعض بدقسمت لوگ اس حقیقت کو سمجھ نہ سکے اور بالآخر خلافت کے منصب کا انکار کر کے اور قوم کے متفقہ فیصلہ کو رد کر کے خلافت کی برکات سے محروم ہو گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضؓ کے نزدیک بھی خلافت کا مقام نہایت بلند ہے۔ خلیفہ دنیوی انجمنوں کے پریذیڈنٹ کی طرح نہیں۔ وہ ایک روحانی مطاع ہے جس کی اطاعت میں خدا تعالیٰ کی رضا ہے۔ اور جس کی مخالفت میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے اپنی وفات سے چند روز قبل واضح الفاظ میں بیان فرما دیا تھا کہ جماعت احمدیہ میں خلافت کا سلسلہ جاری رہے گا۔ فرمایا:-

"خلیفے اللہ ہی بناتا ہے۔ میرے بعد بھی اللہ ہی بنائے گا۔"

(پیغام صلح ۴ر فروری ۱۹۱۴ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وصیت

۴ر مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضؓ کو بعد نماز عصر یکایک ضعف محسوس ہونے لگا۔ آپ نے قلم دوات لانے کا حکم دیا اور لیٹے لیٹے کاغذ ہاتھ میں لیا اور حسب ذیل وصیت اپنے جانشین کے بارہ میں لکھی:-

"میرا جانشین متقی ہو، ہر دلعزیز عالم باعمل۔ حضرت صاحب کے پرانے اور نئے احباب سے سلوک چشم پوشی، درگزر کو کام میں لاوے۔ میں سب کا خیر خواہ تھا۔ وہ بھی خیر خواہ رہے۔ قرآن و حدیث کا درس جاری رہے۔ والسلام"

(الحکم ۷ر مارچ ۱۹۱۴ء)

خلافت ثانیہ کا قیام

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضؓ کا ۱۳ر مارچ ۱۹۱۴ء کو وصال ہو گیا تو آپ کی اس وصیت کے مطابق ۱۴ر مارچ ۱۹۱۴ء کو جماعت نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد رضؓ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جانشین، قدرت ثانیہ کا دوسرا مظہر اور خلیفہ ثانی منتخب کیا۔ اور آپ کے دست مبارک پر بیعت خلافت کی۔ اس وقت کچھ لوگوں نے جو حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضؓ کے خلاف ریشہ دوانیاں کرتے رہے تھے۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ کی وصیت پر عمل نہ کیا اور لاہور میں ایک نئی انجمن بنام

"احمدیہ انجمن اشاعت اسلام"

کی بنیاد ڈالی۔ ان لوگوں نے چند سال تک نظام خلافت کو مان کر، اور بعض نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضؓ کی دو دو دفعہ بیعت کرنے کے باوجود اس نظام خلافت سے روگردانی کرلی۔ حالانکہ اسلام میں خلافت کا نظام تمام نظاموں سے بہتر ہے۔

حضرت مصلح موعود قریباً ۵۲ سال مسند خلافت پر متمکن رہے آپ کے مبارک عہد خلافت میں

(۱) تنظیمی اعتبار سے جماعت کی مختلف تنظیمیں قائم ہوئیں۔ صدر انجمن احمدیہ، تحریک جدید اور وقف جدید اپنے اپنے دائرۂ عمل میں مصروف ہیں۔ اس کے علاوہ انصار اللہ۔ خدام الاحمدیہ اطفال الاحمدیہ۔ لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ جماعت کے مختلف طبقات کی تربیت و اصلاح کے لئے کوشاں ہیں۔

(ب) تبلیغی اعتبار سے حضورؓ کی قیادت میں جماعت نے نمایاں ترقی کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ زمین کے کناروں تک پہنچی خلافت ثانیہ کے سنہری دور کی دو اہم تحریکات بیرونی ممالک میں تبلیغ کے لئے تحریک جدید ۱۹۳۴ء اور اندرون ملک میں اصلاح و ارشاد کے لئے وقف جدید ۱۹۵۷ء خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ تحریک جدید کی بابرکت تحریک کے نتیجہ میں یورپ، امریکہ۔ افریقہ۔ مشرق وسطیٰ۔ ایشیا اور دیگر جزائر و براعظموں میں جماعت کے بیسیوں تبلیغی مشن قائم ہیں۔ تین صد سے زاید مساجد تعمیر ہوئیں۔ مشن ہاؤس اور لائبریریاں قائم ہوئیں۔ اور اسلام و احمدیت پر ٹھوس لٹریچر شائع ہوا۔ قریباً ۱۴ زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم تیار اور شائع ہوئے۔ اور اس تبلیغی تحریک کے نتیجہ میں ہزاروں غیر مسلموں کو حلقہ بگوش اسلام ہونے کی سعادت نصیب ہوئی اور یہ روحانی تغیر حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے اس شعر کا مصداق ہے ؎

آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگاہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

خلافت کا استحکام

خلافت کے استحکام کے اعتبار سے آپ نے ۱۹۱۴ء میں مسند آرائے خلافت ہوتے ہی غیر مبایعین کے فتنے کا سر کچلا۔ اور ہمیشہ کے لئے ان کی قوت و طاقت کو مفلوج کر دیا۔ پھر ۲۹-۱۹۲۸ء میں مستریوں کے فتنے اور ۱۹۳۷ء میں مصریوں کے فتنے کا قلع قمع کیا۔ اور ۱۹۵۶ء میں نام نہاد "حقیقت پسند پارٹی" کے فتنے کو ایسا دبایا کہ وہ اب سر اٹھانے کے قابل نہیں رہا۔ پھر حضور نے خلافت، اس کی اہمیت اور اس کے برکات و فیوض کو اس قدر واضح کر دیا کہ اب جماعت احمدیہ اور خلافت نے لازم و ملزوم کی حیثیت اختیار کرلی ہے۔ حضور نے جماعت احمدیہ اور خلافت کو ایسی آہنی سلاخوں سے باندھ دیا ہے کہ اب کوئی طاقت اسے اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتی۔ انصار اللہ، خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کی تنظیموں سے یہ عہد و اقرار لیا جاتا ہے اور اس عہد کو بار بار دوہرایا جاتا ہے کہ وہ خلافت کے دامن سے اپنے آپ کو اور اپنی اولادوں کو وابستہ رکھیں گے۔ اور جماعت کے اندر آئندہ خلافت کو جاری رکھنے کے لئے ہر قسم کی قربانی دیں گے تاکہ یہ بابرکت نظام تا ابد جماعت میں جاری رہے۔ پھر حضور نے آئندہ خلافت کے انتخاب کے مستقل قواعد و ضوابط مرتب فرمائے جو جماعت کے لئے اس بارہ میں ہمیشہ مشعل راہ کا کام دیں گے۔ حضور نے اپنی زندگی میں ہی ان قواعد کے مطابق منتخب ہونے والے خلیفہ ثالث کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا

"پس میں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ نے خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر کھڑا ہو گا تو اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔"

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۵۶ء)

الغرض حضور کے عہد خلافت کے یہ زریں کارنامے اس بات کا کافی و شافی ثبوت ہیں کہ حضور رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے خاص الخاص مقرب بندوں میں سے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ہر گام پر آپ کے ساتھ تھی اور آنے والا بے لوث مؤرخ جب بھی ان پر قلم اٹھائے گا تو وہ ہمارے محبوب امام حضرت مصلح موعود رضؓ کی حیران کن خداداد صلاحیتوں، فہم و فراست، حُسن تدبر، استقلال، محنت اور غیر معمولی تنظیمی دماغ کے بے شمار کارنامے دیکھ کر حیران ہو جائیگا۔

حضرت مصلح موعودؓ کا وصال اور خلافت ثالثہ کا قیام

حضرت مصلح موعودؓ اپنی خلافت کے آخری سالوں میں بیمار رہے۔ آپ کی طویل علالت کو دیکھ کر منافقین، حاسدین اور مخالفین کے دلوں میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ حضور کے وصال کے بعد جماعت کا شیرازہ نعوذ باللہ منتشر ہو جائے گا۔ آخر مشیت ایزدی کے ماتحت وہ نازک گھڑی آپہنچی اور جماعت کا محبوب خلیفہ و امام حضرت مسیح موعودؑ کا حسن و احسان میں نظیر۔ طیر ملکوتی مصلح موعود ۷-۸ نومبر ۱۹۶۵ء کی درمیانی شب کو ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو کر جنت الفردوس میں اپنا نشیمن بنا بیٹھا۔ جماعت کے لئے آپ کا وصال ایک ناقابل برداشت صدمہ تھا۔ دل لرز رہے تھے۔ آخر ۸-۹ نومبر کی درمیانی شب کو قواعد کے مطابق خلافت ثالثہ کا انتخاب عمل میں آیا۔ کثرت آراء سے یہ انتخاب ہوا۔ اور سب نے متفق ہو کر حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث کے دست مبارک پر بیعت کی۔ جماعت کا شیرازہ مجتمع ہی رہا۔ کوئی انشقاق و افتراق نہ ہوا اور مومن "کالبنیان المرصوص" ہو گئے۔

دشمن مایوس ہو گئے اور حاسد شرمندہ

خدا تعالیٰ نے اپنی جماعت کی حفاظت و دستگیری فرمائی اور مومنوں کے دلوں میں تسکین و اطمینان کی کیفیت پیدا کر دی۔

موصی صاحبان توجہ فرمائیں

۱- دفتر بہشتی مقبرہ کی طرف سے جملہ موصی صاحبان کی خدمت میں **فارم اصل آمد** اپریل میں بھجوا دئے گئے تھے۔ جنہیں مکمل کر کے وسط مئی تک واپس دفتر ہذا میں ارسال کرنا ضروری تھا لیکن ابھی تک بہت کم احباب کی طرف سے یہ فارم مکمل ہو کر واپس آئے ہیں۔ اور اکثر موصی صاحبان کی طرف سے واپس نہیں آئے۔

چونکہ موصیوں کا سالانہ حساب فارم اصل آمد کی بنیاد پر ہی تیار کیا جاتا ہے اس لئے جب تک فارم اصل آمد موصیوں کی طرف سے مکمل ہو کر نہ آجائیں سالانہ حساب تیار کر کے انکی خدمت میں نہیں بھجوایا جا سکتا۔ اس لئے جن موصیوں نے ابھی تک فارم مکمل کر کے واپس نہیں بھجوائے ان سے درخواست ہے کہ وہ جلد ارسالی فرمائیں تاکہ ان کا سالانہ حساب ان کی خدمت میں بھجوایا جا سکے۔ جماعتوں کے پریذیڈنٹ صاحبان بھی اس طرف توجہ فرمائیں۔

۲- جن موصیوں کی طرف سے فارم اصل آمد مکمل ہو کر آچکے ہیں ان کا سالانہ حساب مرتب کر کے ان کی خدمت میں بھجوایا جا رہا ہے۔ ان سے درخواست ہے کہ وہ مہربانی فرما کر اپنے سالانہ حساب کو چیک کر لیں اور اگر دفتر ہذا کے حساب میں ان کو کوئی کمی بیشی معلوم ہو تو تفصیل کے ساتھ دفتر ہذا کو آگاہ فرمائیں۔ نیز جن دوستوں کے ذمہ بقایا رہ گئے ہیں وہ اپنے بقایا کی ادائیگی کی طرف توجہ فرمائیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

کسی کو خلیفہ بنانا خدا کا کام ہے

خلافت احمدیہ اور حضرت خلیفہ اوّل مولانا نورالدین صاحب رضی کے ارشادات

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی نائب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

۱۹۰۸ء میں جماعت حاضر الوقت نے بالاتفاق حضرت مولانا حکیم نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت اقدس کا جانشین اور خلیفہ منتخب کیا۔ آپ نے اپنے انتخاب سے لے کر ۱۹۱۴ء تک اپنی خلافت کے ایام میں خلافت کی ضرورت و اہمیت و قوت اور اس سے وابستگی اور تعلق اور اس کے مقام کے احترام کے بارہ میں مسلسل اپنی تقریروں اور تحریروں میں زور دیا۔

جب آپ کے انتخاب کے وقت عمائدین انجمن نے بیعت لینے کے لئے آپ کی خدمت میں درخواست پیش کی تو اس پر آپ نے جو ارشاد فرمایا وہ گروہ خوارج کے لئے سرمۂ چشم سے بڑھ کر ہے آپ نے فرمایا۔

(۱) "اگر تم میری بیعت ہی کرنا چاہتے ہو تو سن لو کہ بیعت بک جانے کا نام ہے ایک دفعہ حضرت نے مجھے اشارہ فرمایا کہ وطن کا خیال بھی نہ کرنا۔ سو اس کے بعد میری ساری عزت اور سارا خیال انہی سے وابستہ ہو گیا اور میں نے کبھی وطن کا خیال تک نہ کیا (مگر گروہ خوارج نے ہمیشہ کے لئے اس بابرکت مقام کو ترک کر دیا۔ ناقل) پس بیعت ایک مشکل امر ہے ایک شخص دوسرے کے لئے اپنی تمام حریت اور بلند پروازیوں کو چھوڑ دیتا ہے۔"

(۲) پھر فرمایا
"یاد رکھو ساری خوبیاں وحدت میں ہیں جس کا کوئی رئیس نہیں وہ مر چکی۔"

(اخبار بدر ۲ر جون ۱۹۰۸ء)

(۳) منصب خلافت پر فائز ہو چکنے کے بعد ایک دفعہ فرمایا
"اب میں تمہارا خلیفہ ہوں اگر کوئی کہے کہ "الوصیت" میں حضرت صاحب نے نورالدین کا ذکر نہیں کیا تو ہم کہتے ہیں ایسا ہی آدم اور ابوبکر کا ذکر بھی پہلی پیشگوئیوں میں نہیں ہے ...... تمام قوم کا میری خلافت پر اجماع ہو گیا ہے اب جو اجماع کے خلاف کرنے والا ہے وہ خدا کا مخالف ہے ...... پس کان کھول کر سنو اب اگر اس معاہدہ کے خلاف کرو گے تو اعقبہم نفاقا فی قلوبہم کے مصداق ہو گے۔"

(بدر ۲۱ر اکتوبر ۱۹۰۹ء)

(۴) فرمایا
"میں نے تمہیں بارہا کہا ہے اور قرآن مجید سے دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے آدم کو خلیفہ بنایا کس نے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا انی جاعل فی الارض خلیفۃ۔ اس خلافت آدم پر فرشتوں نے اعتراض کیا ..... مگر انہوں نے اعتراض کر کے کیا پھل پایا۔ تم قرآن مجید میں پڑھ لو آخر انہیں آدم کے لئے سجدہ کرنا پڑا۔ پس اگر مجھ پر کوئی اعتراض کرے اور وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو تو میں اسے کہہ دوں گا کہ آدم کی خلافت کے سامنے سربسجود ہو جاؤ تو بہتر ہے اور اگر وہ اباء اور استکبار کو اپنا شعار بنا کر ابلیس بنتا ہے تو پھر یاد رکھے کہ ابلیس کو آدم کی مخالفت نے کیا پھل دیا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ اگر کوئی فرشتہ بن کر بھی میری خلافت پر اعتراض کرتا ہے تو سعادتمند فطرت اسے اسجدوا لآدم کی طرف لے آئے گی۔"

(اخبار بدر ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء)

(۵) پھر فرمایا:
"خلافت کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں تم اس بکھیڑے میں کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ پس جب میں مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہو گا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دے گا۔"

(۶) "تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں تم خلافت کا نام نہ لو۔ مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں۔ اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو میرے پاس خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔"

(بدر ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء)

یہ تقریر حضرت خلیفہ اول رض نے گروہ خوارج کے اڈا واقعہ لاہور میں دی تھی اس کے مطابق گروہ خوارج کا ارتداد وقوع میں آ گیا۔

(۷) ایک دفعہ حضرت خلیفہ اول رض نے فرمایا:
"میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔ جس طرح پر آدم اور ابوبکر رض و عمر رض کو خدا تعالیٰ نے خلیفہ بنایا۔"

(بدر ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء)

(۸) ارشاد فرمایا
"مجھے اگر خلیفہ بنایا ہے تو خدا نے بنایا ہے اور اپنے مصالح سے بنایا ہے۔ خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی ...... خدا تعالیٰ نے مجھے معزول کرنا ہو گا تو وہ مجھے موت دے دیگا تم اس معاملہ کو خدا کے حوالہ کرو۔ تم معزولی کی طاقت نہیں رکھتے ...... جھوٹا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ ہم نے خلیفہ بنایا۔"

(الحکم ۲۱ر جولائی ۱۹۱۲ء)

دیکھا آپ نے "اہل الرائے" اراکین کا حال ہے بقول ان کے خدا کے مسیح موعود کی مقرر کردہ انجمن کے کھڑے کئے ہوئے خلیفہ کو کس طرح معزول کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اور اپنے ہی سابقہ فیصلہ پر لات مار کر اپنا منہ کالا کر لیا۔ اس انجمن کے فیصلہ کی جس کے فیصلوں کو قطعی قرار دیا جاتا تھا۔ یہ قدر و قیمت۔

(۹) پھر ارشاد فرمایا
"اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں (چنانچہ گروہ خوارج کو ہلاکت تک پہنچا دیا۔ ناقل) تم ان سے بچو پھر سن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا ہے اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے (انجمن کے اختیارات کے متعلق بحث کرنے والے غور کر لیں۔ ناقل) پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا ہے اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں۔ اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔"

(بدر ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء)

(۱۰) خلافت کی اہمیت میں لکھا ہے:
"ایک صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں لکھا کہ کیا آپ کی بیعت لازم اور فرض ہے؟ فرمایا کہ جو حکم اصل بیعت کا ہے وہی فرع کا ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام رض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کرنے سے پہلے اس بات کو مقدم سمجھا اور کہا کہ خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کریں۔"

(بدر ۲ر مارچ ۱۹۱۱ء صفحہ ۹)

[illegible] ارشادات سے ضرورت اہمیت انتخاب کا شاعت و تعلق خلافت پر پوری روشنی پڑتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ خلافت کا سلسلہ اسی طرح ہے [illegible] اپنے بعد خلافت کے قیام و اجراء کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

"ایک نکتہ قابل یادداشت دیتا ہوں کہ جس کے اظہار سے

...یں باوجود کوشش کے رُک نہیں سکتا وہ یہ کہ میں نے حضرت خواجہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ان کو قرآن شریف سے بڑا تعلق تھا۔ ان کے ساتھ مجھے بہت محبت ہے۔ ۸۰ برس تک انہوں نے خلافت کی۔ ۲۲ برس کی عمر میں وہ خلیفہ ہوئے یہ بات یاد رکھو میں نے کسی خاص مصلحت اور خالص بھلائی کے لئے کہی ہے۔"

(بدر ۲۳؍جولائی ۱۹۱۰ء)

اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتا دیا تھا کہ آپ کے بعد آنے والا خلیفہ چھوٹی عمر میں خلیفہ بنایا جائے گا۔ اور گروہ منافقین اس کی چھوٹی عمر پر معترض ہو کر اس کی خلافت کو قابلِ اعتراض ٹھہرائیں گے۔ اور بطور طعنہ کہیں گے کہ قوم کی باگ ڈور ایک بچہ کے ہاتھ میں دے دی گئی ہے جو کہ سخت نادانی ہے اور ہم "اہل الرائے" کی پرواہ نہیں کی گئی۔ نیز اس کی خلافت کے زمانہ کی طوالت سے بھی گروہ منافقین تلملا تے گا۔ لہٰذا مومنوں کو ہوشیار رہنا چاہیئے۔ اور آپ کا ارشاد سو فیصدی صحیح نکلا اور یہ سب کی باتیں پوری ہوگئیں۔

(۱۲) ۱۹۱۱ء میں جب آپ بیمار ہوئے تو آپ نے آئندہ خلافت کے بارہ میں وصیت لکھ کر شیخ تیمور جو بعد میں گروہ خوارج میں شامل ہوا کے سپرد کر دی۔ اس وصیت میں آپ نے لکھا

"خلیفہ۔ محمود"۔

چنانچہ مولوی محمد علی صاحب نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ واقعی حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد محمود کو خلیفہ قرار دیا تھا۔ صحت ہونے پر آپ نے وہ وصیت پھاڑ دی۔ مگر پھر وفات سے قبل دوبارہ نئی وصیت لکھی۔

(۱۳) ۴؍مارچ ۱۹۱۲ء کو آپ نے ضعف محسوس ہونے پر قلم دوات منگوا کر لیٹے لیٹے جو وصیت تحریر فرمائی وہ درج ذیل ہے لکھا:۔

"میرا جانشین متقی ہو۔ ہر دلعزیز۔ عالم باعمل۔ حضرت صاحب کے پرانے اور نئے احباب سے سلوک چشم پوشی، درگذر کو کام میں لاوے۔ میں سب کا خیر خواہ تھا وہ بھی خیر خواہ رہے۔ قرآن و حدیث کا درس جاری رہے۔

والسلام"

(۴؍مارچ ۱۹۱۴ء)

یہ وصیت حضرت نے مولوی محمد علی صاحب سے حاضرین مجلس کے سامنے اونچی آواز سے پڑھ کر سنوائی اور مولوی محمد علی صاحب سے دریافت فرمایا کہ کوئی بات رہ تو نہیں گئی۔ اس پر مولوی محمد علی صاحب نے فرمایا کہ نہیں۔ اور اس طرح سب کے سامنے اس کی تصدیق کر دی۔ مگر آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تحریر کے معنی اپنی اس تصدیق کے خلاف کئے جاتے ہیں۔ اگر اس تحریر کا مدعا و مقصد وہ تھا جو آج گروہ خوارج کی طرف سے لیا جاتا ہے کہ اس میں صرف انجمن کی جانشین اور اس کے فیصلوں کی قطعیت کا ذکر ہے خلافت کا نام و نشان نہیں تو مولوی محمد علی صاحب نے اس وقت کیوں اس تحریر کو پیش کر کے اس وصیت کی درستی نہ کروائی۔ اور اس وصیت کی تصدیق کر کے کیوں اپنی زبان کاٹ لی۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات و ملفوظات اور کشوف اور حضرت خلیفہ اول کے ارشادات و فرمودات اور جماعت کے اجماع اور پھر اکثریت کے عمل سے خلافت کی ضرورت و اہمیت اور اس کا دوام اور استمرار روزِ روشن کی طرح ظاہر و باہر ہے اور اس سے انکار و بغاوت گروہ خوارج ہی کا کام ہے جس نے اطاعت خلافت سے خروج و نشوز اختیار کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رویا و کشوف و الہامات اور خلیفہ اول کے اشارات و وضاحات کی صداقت کا ثبوت پیش کر دیا ہے اور اپنے بطلان پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ اور اس طرح اسلام کے دور اول کے ساتھ دورِ ثانی کی مماثلت بھی ثابت کر دی ہے۔ گروہ خوارج کا اپنی زٹلیات کا بار بار تکرار اور حقائق کا انکار اور عداوت کا اظہار ہمیں ذرا بھی ناخوش اور مرکز سلسلہ کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ ان کی مخالفت ان کی ہی پردہ دری کروانے کا موجب بن رہی ہے اور خدا تعالیٰ کی قائم کردہ خلافت سے وابستہ جماعت روز افزوں ترقی کی طرف گامزن ہے۔

اطفال کے ڈبّے

ایک مبارک تجویز

مکرم ڈاکٹر محمد امام صاحب ڈینٹل سرجن سیکرٹری مال بنگلور سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

"چندہ وقفِ جدید کے سلسلہ میں خاکسار احباب جماعت میں برابر تحریک کرتا رہتا ہے۔ اس سلسلہ میں میں نے بچوں کو یہ مشورہ دیا کہ ہر گھر میں بچے ایک ڈبیہ رکھ چھوڑیں اور ہر بچہ اپنے اپنے ڈبیہ میں اپنے خرچ کے پیسوں میں سے روزانہ صرف پانچ پیسے اس ڈبے میں ڈال دیا کریں تو ایک مہینہ میں ایک روپیہ پچاس پیسہ اور سال میں ۱۸ روپے بآسانی جمع ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ بچوں نے میری اس تجویز کو پسند کرتے ہوئے اس پر عمل درآمد شروع کر دیا ہے۔ اور اس ڈبیہ میں سے مبلغ ۱۶ روپے بچگان "محمد امام" کے نام سے ارسالی ہے"۔

مجھے امید ہے بچوں کے والدین، مربیان و سرپرست اس مبارک تجویز پر عملدرآمد کرنے کے لئے اپنے اپنے بچوں کو تحریک کریں گے تاکہ ابھی سے ان کے اندر ایثار اور قربانی کی روح پیدا ہو۔ اس سلسلہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ

"ہمارے لئے ضروری ہے کہ اپنی نئی نسلوں کو بھی مالی قربانی کی راہوں پر چلنے کی عادت ڈالیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ وقف جدید کا مالی بوجھ ہمارے بچے اور بچیاں اٹھالیں"۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

ضروری اعلان

سیکرٹریان امور عامہ و صدر صاحبان کی توجہ کیلئے

نظارت ہذا کی طرف سے رپورٹ کارگذاری سیکرٹریان امور عامہ کے بارہ عدد فارم ہر جماعت میں بھجوائے جا رہے ہیں۔ سیکرٹریان امور عامہ اور صدر صاحبان سے درخواست ہے کہ وہ ہر ماہ باقاعدگی سے مطبوعہ فارم پر اپنی جماعت کی کارگذاری کی رپورٹ نظارت امور عامہ میں بھجوایا کریں۔ تاکہ مرکز جماعتوں کے حالات و کوائف سے باخبر رہے۔ اور رشتہ ناطہ۔ ازالہ تنازعات انسداد بیکاری و دیگر امور میں جماعتوں کو ہر ممکن تعاون دے سکے۔

فارموں کے ہمراہ فرائض سیکرٹریان امور عامہ بھی ارسالی ہیں، نیز ایک فارم قابل شادی افراد کے کوائف قلمبند کر کے نظارت میں بھجوانے کے لئے ارسال کیا جا رہا ہے جملہ سیکرٹریان امور عامہ و صدر صاحبان ان امور میں تعاون دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔

ایڈیشنل ناظر امور عامہ قادیان

اخبار احمدیہ (بقیہ صفحہ اول)

کی کامل صحت کے لئے بھی دعا فرمائیں۔

قادیان ۱۱؍مئی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب، سلمہ اللہ تعالیٰ کے گلے کی تکلیف بدستور چل رہی ہے

یہ تکلیف ایسی ہے کہ کھانا پانی اور تھوک نگلتے وقت گلے کی نالی میں درد ہوتا ہے۔ یہی حال محترمہ بیگم صاحبہ کا ہے۔ نیز دو روز سے صاحبزادی امتہ الکریم کو تپ لگے اور ناک کی مو...

...سوزش کی وجہ سے بخار اور درد میں مبتلا ہے۔ دیگر بچے بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے متعلق خاندان کے جملہ افراد کو اپنے فضل سے جلد صحت یاب فرمائے اور

نظامِ خلافت کی اہمیت از روئے قرآن

(بقیہ صفحہ اوّل)

وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے جو شخص اس کے باوجود نظام خلافت کا انکار کریں گے وہ فاسق قرار پائیں گے۔"

اس آیت استخلاف میں امّت محمدیہ کے لئے نظام خلافت کی اہمیت واضح کی گئی ہے اس کی ضرورت بیان کی گئی ہے اور اس سے روگردانی اختیار کرنے والوں کی روحانی سزا کا بیان ہے۔ نظام خلافت کے فوائد و برکات کا تذکرہ فرمایا گیا ہے۔ گویا جس طرح ابتدائے آفرینش میں نظامِ خلافت نسلِ آدم کی بنیادی ضرورت تھی اسی طرح دینِ اسلام کے قیام کے بعد بھی نسلِ آدم کے لئے نظام خلافت ایک بنیادی ضرورت ہے۔ اللہ پہلے دور میں یہ عذر سنا گیا ہے کہ اگر ہم تسبیح و تحمید کرنے والے نیک لوگ موجود ہیں تو خلیفہ کی کیا ضرورت ہے اور نہ ہی آخری دور میں یہ عذر قابلِ پذیرائی ہے کہ ہمارے پاس کامل شریعت موجود ہے، ہم بڑے صاحب فراست ہیں ہمیں نظامِ خلافت کی کیا ضرورت ہے اور ہمارے لئے اس نظام سے وابستگی کیوں لازمی ہے؟ ایمان قائم رکھنے، خدا تعالےٰ کا قرب پانے اور روحِ شریعت کو کمال تک پہنچانے کے لئے نظام خلافت ہر دور اور ہر زمانہ میں ضروری ہے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

بجٹ کے مطابق چندہ ادا کرنے والی جماعتیں

جن جماعتوں کی طرف سے گذشتہ مالی سال ۶۷-۱۹۶۶ء کی وصولی متوقع بجٹ کے مطابق یا کم از کم ۸۰ فی صدی ہوئی ہے اُنکے نام ذیل میں درج کئے جاتے ہیں

سبر دانہ نگر ۔ یو۔پی	کرڈاپلی ۔ اڑیسہ	شوپیاں ۔ کشمیر
کاشی پور ۔ یو۔پی	پینکال ۔ اڑیسہ	کنی پورہ ۔ کشمیر
مظفر پور ۔ بہار	سورو ۔ اڑیسہ	یاڑی پورہ ۔ کشمیر
رانچی ۔ بہار	کیرولائی ۔ کیرالہ	بھدرواہ ۔ کشمیر
آرہ ۔ بہار	ایراٹا پورم ۔ کیرالہ	چارکوٹ ۔ کشمیر
کاتلہ ۔ بنگال	یادگیر ۔ میسور	جموں ۔ کشمیر
کالیکٹ ۔ کیرالہ	۔ ۔	۔ ۔

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان جملہ جماعتوں کے احباب و عہدیداران کو آئندہ بھی پہلے سے بڑھ کر اپنی مالی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ان جماعتوں کے نام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں برائے دعا پیش کئے جا رہے ہیں۔

ناظر بیت المال قادیان

صوبہ اڑیسہ کی دو جماعتوں کرڈاپلی اور کیرنگ میں تعلیم القرآن کلاس کا اجراء

انشاء اللہ العزیز امسال موضع کرڈاپلی ضلع کٹک میں از ۲۵ مئی تا ۱۰ جون ۱۹۶۸ء اور موضع کیرنگ ضلع پوری میں از یکم جون تا ۱۵ جون ۱۹۶۸ء تعلیم القرآن کلاس کا اجراء ہوگا جس کی منظوری نظارت دعوت و تبلیغ سے مل چکی ہے کرڈاپلی میں مکرم مولوی محسن خاں صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ اس کلاس کے انچارج ہوں گے اور مکرم مولوی ہارون رشید صاحب و مکرم مولوی خلیل الدین صاحب فاضل اُن کے معاون ہوں گے۔ اور کیرنگ میں مولوی سید محمد موسیٰ صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ اس کلاس کے انچارج ہوں گے اور مکرم مولوی سید فضل عمر صاحب مبلغ سلسلہ اور آخری دنوں میں مکرم مولوی محسن خاں صاحب اُن کے معاون ہوں گے۔ موضع کرڈاپلی و کیرنگ اور اس کے گرد و نواح کی جماعتوں کو چاہیئے کہ اس دینی کلاس سے فائدہ اُٹھائیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ

نیا مالی سال اور بقایا دار افراد کا فرض

صدر انجمن قادیان کا نیا مالی سال یکم مئی ۱۹۶۸ء سے شروع ہو چکا ہے۔ متعدد جماعتیں جن کی طرف سے گذشتہ مالی سال میں وصولی متوقع بجٹ کے مطابق نہیں ہوئی کو ادائیگی بقایا کے لئے تحریک ارسال کی جا چکی ہے اور اب یہ بقایا جات ایسی جماعتوں کے موجودہ مالی سال کے بجٹ میں شامل کر کے اطلاع بھجوائی جا رہی ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسے بقایا دار احباب اور جماعتیں اپنے مالی فرض کو ادا کرنے کی طرف فوری توجہ فرمائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

"میں ان دوستوں کو جن کے ذمہ بقائے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کریں وہ مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں کہ اس وقت مشکلات زیادہ ہیں۔ یہ بات تو ہر شخص کو معلوم ہے۔"

نیز حضور رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"یاد رکھو مجھے روپیہ کی ضرورت نہیں میں اپنے لئے تم سے کچھ نہیں مانگتا میں خدا تعالےٰ کے لئے اور اُس کے دین کی اشاعت کے لئے مانگ رہا ہوں اگر تم چندہ میں حصہ نہیں لوگے۔ تو خدا خود اپنے دین کی ترقی کا سامان کر دے گا۔ مگر میں اس سے ڈرتا ہوں کہ تم دین کی ترقی میں حصہ نہ لے کر گنہگار نہ بن جاؤ۔"

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ جملہ احباب جماعت اور عہدیداران کو فرض شناسی کی توفیق بخشے اور زیادہ سے زیادہ مالی قربانی کر کے اللہ تعالےٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے بن سکیں۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

قوم۔ تعالےٰ اس کلاس کے اجراء کو ہر لحاظ سے کامیاب و بابرکت کرے۔ آمین

خاکسار شریف احمد امینی مبلغ انچارج صوبہ اڑیسہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے

تسبیح و تحمید اور درود شریف پڑھنے کی بابرکت تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

"میں چاہتا ہوں کہ تمام جماعت کثرت کے ساتھ تسبیح اور تحمید اور درود پڑھنے والی بن جائے اس طرح پہ کہ ہمارے بڑے مرد ہوں یا عورتیں (روزانہ) کم از کم دو سو بار تسبیح اور درود پڑھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

۱۵ سال سے ۲۵ سال کی عمر کے ایک سو بار۔ بچے سات سال سے ۱۵ سال تک کے ۳۳ دفعہ اور جن کی عمر ۷ سال سے کم ہے ان کے والدین یا سرپرست ایسا انتظام کریں کہ ان سے دن میں تین دفعہ کم از کم یہ تسبیح اور درود کہلوایا جائے۔ پس جماعت کو چاہئیے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھے اور کم از کم مذکورہ تعداد میں (اور زیادہ سے زیادہ جو جتنی بھی توفیق ملے) اس ذکر و درود کو پڑھے۔"

بابرکت نظام خلافت اور اس کا اجراء (بقیہ صفحہ ۲)

مغالطہ دہی کی بھی عجیب حالت ہے کہ جس انجمن کو اپنی فریب کاری کے زور سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد حضور کے جانشین کے طور پر پیش کرتے ہیں وہ تو حضور علیہ السلام نے اپنی زندگی میں خود قائم فرمائی۔ اس صورت میں کون ذی ہوش ان لوگوں کی فریب کاری کا شکار ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو واضح طور پر فرماتے ہیں کہ "دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔"

یہ وہ پتھر ہے جو منکرین

خلافت کے سر کچل دیتا ہے اور اُن کے پاس سوائے خرافات کے دلیل کی قسم کی کوئی بات نہیں جس سے وہ خلافت کے مقابل پر پیش کر سکیں۔ الغرض یہ لوگ نہ صرف یہ کہ خلافت احمدیہ کے انکار سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصایا مندرجہ الوصیت کے انکاری ٹھہرتے ہیں۔ بلکہ اس سے بڑھ کر آپ کے آقا و مطاع صلی اللہ علیہ وسلم کی جلیل القدر پیشگوئی کے مکذّب قرار پاتے ہیں جس میں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے قیام کی واضح خبر دی گئی اور جو مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور آپ کی برگزیدہ جماعت کے ذریعہ روز روشن کے طور پر پوری ہوئی۔!!

خبریں

سنگاپور ۲۰ مئی۔ آج بھارت کی وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے سنگاپور کا دو روزہ دورہ ختم کرنے کے بعد ایک پریس کانفرنس میں یہ رائے پھر دہرائی کہ جنوب مشرقی ایشیا سے برطانوی فوجوں کی واپسی سے جو فوجی خلاء پیدا ہوگا بھارت اُسے کسی غیر ملکی طاقت کی طرف سے پُر کئے جانے کے سراسر خلاف ہے۔ بھارت خود بھی اس خلا کو پُر کرنا نہیں چاہتا۔ آپ نے کہا کہ کوئی ملک اپنی فوجیں لے کر جب کسی علاقہ میں داخل ہوتا ہے تو اس خطہ کے لوگوں میں شدید ردعمل ہوتا ہے۔ اس قسم کے خلاء کو پُر کرنا متعلقہ خطہ کے ملکوں کا کام ہے۔ یہ طے کرنا ان ملکوں کا کام ہے کہ وہ قومی طور پر کس طرح مضبوط ہوں۔ اس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ان ملکوں میں سیاسی استحکام اور پائیداری ہو اور ان کی اقتصادی ترقی تیزی سے ہو۔ آپ نے مزید کہا کہ بھارت کو یقین ہے کہ آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ جنوب مشرقی ایشیا میں اہم پارٹ ادا کر سکتے ہیں۔ لیکن کسی غیر ملکی طاقت کی طرف سے اس خلا کو پُر کئے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

سنگاپور ۲۰ مئی۔ بھارت کی وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے آج یہاں نامہ نگاروں کو بتایا کہ سنگاپور کے وزیر اعظم کے ساتھ ان کی بات چیت کے نتیجہ میں دونوں ملکوں کے درمیان ایک تجارتی معاہدہ مرتب کر لیا گیا ہے۔ عنقریب سنگاپور کا ایک تجارتی وفد بھارت جائے گا۔ دونوں ملکوں نے مشترکہ ادارے جاری کرنے میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا منظور کر لیا ہے۔ سنگاپور ٹکنیکی انجینئرنگ کے اداروں میں فنی تعاون کریگا۔ شریمتی اندرا گاندھی نے کہا کہ میں نے سنگاپور کے وزیر اعظم کے ساتھ باہمی دلچسپی کے کئی معاملات پر بات چیت کی ہے۔ اخباری کانفرنس کو خطاب کرنے سے پہلے شریمتی اندرا گاندھی نے آج صبح سنگاپور میں ہاؤسنگ ڈیویلپمنٹ پراجیکٹ کے تحت تعمیر کی جا رہی کئی منزلہ عمارتیں دیکھیں۔ یہ عمارتیں جدید ترین بھاری مشینوں کی مدد سے بنائی جا رہی ہیں اور اس طرح پچھلے دو سالوں میں انڈونیشیا سرکار مکانوں کی قلت کا مسئلہ حل کرنے میں کامیاب ہو گئی ہے۔

شریمتی گاندھی نے بعد میں نامہ نگاروں کے ساتھ بات چیت میں کہا کہ چار ملکوں میں میرے دورہ کا مقصد مشرقی ایشیا کے ملکوں میں تجارت بڑھانے کے متعلق بات چیت کرنا ہے۔ یہ دورہ اقتصادی اور ٹکنیکل شعبوں میں خاص طور پر مفید ثابت ہوگا۔ لیکن فوجی مفاد کے متعلق بات چیت کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

راولپنڈی ۲۰ مئی۔ آج پاکستان کے وزیر خارجہ مسٹر ارشد حسین نے قومی اسمبلی میں اعلان کیا کہ پاکستان نے امریکہ کو پشاور کے نزدیک ہوائی اڈہ ختم کرنے کا نوٹس دے دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان برابری کی سطح پر امریکہ، روس اور چین کے ساتھ دوستی کا خواہاں ہے۔ یاد رہے کہ پشاور کے نزدیک امریکہ کا مواصلاتی اڈہ موضع بڈابیر میں واقع ہے اور اس پر امریکہ کا مکمل کنٹرول ہے۔ حتیٰ کہ پاکستانیوں کو بھی اس اڈہ میں جانے کی اجازت نہیں ہے۔ آپ اپوزیشن ممبر شاہ عزیز الرحمٰن کے سوال کا جواب دے رہے تھے۔ آپ نے تحریری جواب میں کہا کہ یہ اڈہ دس سال کے لئے پٹہ پر دیا گیا تھا اور اگر نوٹس نہ دیا جائے تو اس میں خود بخود دس سال کی توسیع ہو جائے گی۔ معاہدہ کے تحت اڈے کو ختم کرنے کا نوٹس دس سال کی میعاد ختم ہونے سے ۱۲ ماہ پہلے دیا جانا چاہیئے۔ اس طرح عملی طور پر اڈہ اگلے سال بند ہو سکے گا۔ اس عرصہ میں پاکستان امریکہ کو بلیک میل کرتا رہیگا اور اس سے زیادہ سے زیادہ فوجی

نئی چٹیں چھپ رہی ہیں

اپنا پتہ درست کروالیں

خریداران بدر کے نام کی چٹیں زیر طباعت ہیں۔ اگر کسی دوست نے اپنا پتہ تبدیل کرنا ہو تو چٹ نمبر کا حوالہ دیتے ہوئے انگریزی میں مکمل، صاف اور خوشخط پتہ لکھ کر مینجر اخبار بدر کو جلد بھجوا دیں یا اگر کسی دوست نے نیا پرچہ جاری کروانا ہو تو وہ بھی آٹھ روپے چندہ سالانہ بھجوا کر مکمل اور صاف و خوشخط پتہ انگریزی میں مطلع فرما دیں۔

نوٹ۔ اگر کسی دوست کو اخبار نہ مل رہا ہو تو وہ بھی اطلاع دیکر ممنون فرما دیں۔ (مینجر بدر)